

October-2021 Rs. 25/-

صفر المظفر / ربیع الاول ۱۴۴۳ھ
اکتوبر ۲۰۲۱ء

جانشینِ تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری نوری بریلوی

مدیرِ اعلیٰ مدظلہ العالی

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سُنّی دُنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مبارک ہو

مدیر: مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

مرکز الدراسات الإسلامیۃ جامعۃ الرضا بریلی شریف یوپی، ہند

CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA

MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)





Imam Ahmad Raza Trust

82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)

امام احمد رضا ٹرسٹ

۸۲/سوداگران، رضا نگر، بریلی شریف، یوپی (الہند)

E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org

Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869

State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597

HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی، مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی و سرپرست روحانی
وارثِ علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتیٔ اعظم نور دیدۂ مفسرِ اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خاں قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خاں قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

[illegible] سنت و جماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی و اصلاحی [illegible]

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

شمارہ نمبر ۱۰
Issue No. 10
Vol. 6 جلد نمبر ۶

۱۴۴۳ھ
صفر المظفر / ربیع الاول
اکتوبر ۲۰۲۱ء

مدیر: مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

تزئین کار

عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا

محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے
سالانہ ۳۰۰ روپے سادہ ڈاک سے
سالانہ ۵۵۰ روپے رجسٹرڈ ڈاک سے
پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۰۰۰ روپے
امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ
کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ
قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح 9 بجے سے دو پہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 9259089193 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

ہدایت
اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

رابطہ کا پتہ
ماہنامہ سنی دنیا
۸۲، سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

Email:
sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com
Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

Contact Address
MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003
Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

نفرتوں اور سازشوں کا طوفان! ہوشیار رہیں مسلمان

مسلمانو! غیر مسلموں سے شادی تمہاری بربادیوں کا پیشگی جشن ہے

اداریہ

اٹھو وگرنہ حشر نہ ہوگا پھر کبھی
دوڑو! زمانہ چال قیامت کی چل گیا ہے

ملک میں ہندو انتہا پسند تنظیموں کے ذریعہ پھیلائی گئی مذہبی منافرت اس وقت پورے عروج پر ہے، جس کے سبب دن بدن حالات سنگین اور نازک ہوتے جا رہے ہیں، جب سے سیاسی گلیاروں میں ''بھگوا گمچھا'' ڈال کر مسلمانوں کو''مارنے، کاٹنے اور گولی مارنے'' والے اونچی اونچی کرسیوں پر براجمان ہونے لگے ہیں، تب سے سر عام ہی نہیں بلکہ بر سر اسٹیج بھی دھرم کا نام لے کر مسلمانوں کو گالیاں دینے کا ایک مقبول ترین ٹرینڈ سا چل پڑا ہے، آج کل جسے دیکھو گلے میں بھگوا کپڑا ڈال کر ہر گلی نکڑ پر برساتی مینڈھکوں کی طرح صرف مسلمانوں کے خلاف ''ٹرٹر'' کرتا ہوا نظر آتا ہے ''ہندو خطرے میں ہے، ہندو جاگ گیا ہے، ملّے کاٹے جائیں گے، قرآن آتنک واد پھیلا رہا ہے، اسلام دہشت گرد پیدا کر رہا ہے، پیغمبر اسلام کافروں کو قتل کا حکم دیتے ہیں، گھر میں گھس کر مسلمان تمہاری بہو بیٹیوں کا ریپ کریں گے'' اور نہ جانے کیسے کیسے گھناؤنے الزامات رکھے جاتے ہیں۔

اس طرح کی سنگین زہر افشانی کر کے ہندوؤں میں مسلمانوں کے خلاف نفرت وعداوت کا ماحول بنایا جا رہا ہے اور ان کو ''گئو ہتیا، دھرم پریورتن اور لو جہاد'' جیسی کوئی بھی فرضی کہانی گڑھ کر مارا، پیٹا اور کاٹا جا رہا ہے، جس ملک کی آزادی کے لئے ہمارے اسلاف نے اپنے خون کا ایک ایک قطرہ نچوڑ دیا، آج وہی ہمارا مقتل بنتا نظر آ رہا ہے اور اسی سے ہمیں نکالنے کی سازش رچی جا رہی ہے۔۔۔

جب پڑا وقت گلستاں پہ لہو ہم دیا
اب بہار آئی تو کہتے ہیں ترا کام نہیں

آج ملک کے کونے کونے میں، ہندو مہا سبھا، ہندو رکشا دل، ہندو جاگرن منچ، ہندو یوا واہنی جیسی ہزاروں فرقہ پرست تنظیمیں مسلمانوں کے خلاف نفرتوں کی سوداگری کرنے میں لگی ہوئی ہیں، کیوں کہ نفرت کے اس کاروبار سے انھیں کئی طرح کے فائدے ہوتے دکھ رہے ہیں، ایک تو لوکل انتظامیہ پر ان کی دھاک بیٹھ جاتی ہے جس کے سبب پولیس والے انھیں داماد سے کم نہیں سمجھتے، جس کی آڑ میں ''اُگاہی'' کا دھندا خوب پھلتا پھولتا ہے، اپنے مفاد کے لئے کسی بھی معاملے کو ''ہندو مسلم'' کا رنگ دے کر سامنے والے کا جنازہ نکالنا بڑا ہی آسان ہو جاتا ہے اور قانون کے ہاتھ لمبے ہونے کے باوجود بھی ان غنڈوں کے گریبان تک نہیں پہنچ پاتے بلکہ بعض اوقات تو قانون کے یہ لمبے ہاتھ اس ''شبھ کاریہ'' میں اپنی ''سہبھاگیتا'' نبھانے سے بھی پیچھے نہیں ہٹتے۔

دوسرے سیاسی گلیاروں میں ایسوں کی رسائی بہت جلد ہو جاتی ہے، جو جتنا مسلمانوں کے خلاف زہر اگلتا ہے اس کا سیاسی قد اتنا ہی اونچا ہو جاتا ہے اور اگر کوئی ''گولی مارو سالوں کو'' جیسا سپر ہٹ نعرہ لگا دیا تو بس راتوں رات منسٹری اور کیبینیٹ تک میں جگہ مل جاتی ہے، مطلب یہ کہ اس ''بھگوا گمچھا'' اور ''ہندو'' شبد کی آڑ میں پرلے درجے کی غنڈہ گردی ''سیوا'' ہو جاتی ہے اور بڑے سے بڑا ناجائز کام ''جائز''، پھر تو آپ گئو رکشا کے نام پر پشو تسکروں سے اُگاہی کیجئے، دادا گیری کیجئے یا رنگداری! کوئی روک ٹوک نہیں اور اگر کبھی محلے کے کسی مسلمان سے تو تو میں میں ہو جائے تو بس اپنے مکان پر ''مکان بکاؤ ہے'' لکھ دیجئے پھر دیکھئے، ایسے حالات پیدا کر دیئے جائیں گے کہ بے چارہ وہ مسلمان اَونے پَونے داموں میں اپنا مکان بیچ کر بھاگتا ہوا نظر

اداریہ

آئے گا، غرض کہ۔ ع

سو طرح کا فائدہ ایک بھگوا دھارنے میں ہے

انھیں سیاسی امیدوں اور دنیاوی مفاد کو حاصل کرنے کے حرص و ہوس میں آج کل ہندوانتہا پسند تنظیموں کی طرف سے بڑے زور وشور سے یہ باور کرانے کی بھر پور کوشش کی جا رہی ہے کہ ”مسلمان لڑکوں اور غیر مسلم لڑکیوں کے درمیان نکاح کے جو واقعات پیش آرہے ہیں، وہ کوئی پیار ومحبت کا معاملہ نہیں بلکہ ایک منصوبہ بند عمل ہے، جس کا مقصد ہندو لڑکیوں کو پیار و محبت کے جال میں پھنسا کر ان سے شادی کرنا اور بالآخر ان کو مسلمان بنانا ہے“ جسے ”لَو جہاد“ کا اختراعی نام دیا جارہا ہے، اس کے ساتھ ہی یہ تأثر دیا جارہا ہے کہ مسلمان چاہے جنگ کے میدان میں ہو یا پیار کے میدان! ہر حال میں وہ صرف ”جہادی“ ہوتا ہے، جبکہ اس حقیقت کو پارلیامینٹ میں سابق ہوم منسٹر راج ناتھ سنگھ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ ”ہندوستان میں لوجہاد جیسی کوئی چیز نہیں ہے“ ایک سوال کے جواب میں وزیر جی کشن ریڈی نے بھی لوک سبھا میں کہا تھا کہ ملک میں ”لوجہاد“ نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ابھی تک کسی بھی ایجنسی نے اس سلسلہ میں کوئی اطلاع یا رپورٹ نہیں دی ہے، نہ ہی مرکز یا ریاستوں نے کوئی ایسا سروے کرایا جس سے پتہ چل سکے کہ ملک میں ”لوجہاد“ کا کوئی معاملہ معرض وجود میں آیا ہے، ان سبھی حقائق کے باوجود بی جے پی کی زیر اقتدار کئی ریاستیں اس فرضی ”لوجہاد“ کے خلاف قانون بنا چکی ہیں اور کچھ اس کی تیاروں میں مصروف ہیں۔

یہ طرز عمل اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ یہ صرف مسلمانوں کو بدنام کرنے اور ان کے خلاف نفرت کا ماحول پیدا کرنے کی ایک گندی سازش ہے اور کچھ نہیں، لَو جہاد کا فرضی شوشہ سب سے پہلے کچھ موقع پرست سیاسی لیڈروں نے چھوڑا، پھر میڈیا نے اس مفروضے کو نمک مرچ لگا کر اس قدر اچھالا کہ آج ملک کا ہر تیسرا ہندو ”لوجہاد“ کے فسانے کو حقیقت تسلیم کرنے لگا ہے، جبکہ حقیقت سے اس کا دور دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں۔

مسلم لڑکوں کو برباد کرنے کا طریقہ

نفرت وعداوت کے ان سوداگروں کے ذریعہ نفرتوں اور سازشوں کا ایسا جال بُنا گیا ہے کہ کوئی بھی مسلمان لڑکا یا لڑکی ان کے دست برد سے محفوظ نہیں، مسلم لڑکوں اور لڑکیوں کو محبت کے دام تزویر میں پھانس کر ان کی زندگی تباہ و برباد کرنے کے لئے ہندو لڑکوں اور لڑکیوں کو ٹریننگ دی جارہی ہے، اس کام کو پلاننگ کے تحت منظم طریقے سے انجام دینے کے لئے موبائل آپریٹر کمپنیوں سے مسلم لڑکوں اور لڑکیوں کے نمبر حاصل کئے جاتے ہیں، پھر مسلم لڑکوں سے ہندو لڑکیاں اور مسلم لڑکیوں سے ہندو لڑکے موبائل پر رابطہ کرتے ہیں، ان سے پیار محبت کی باتیں کرتے ہیں، رفتہ رفتہ ان سے راہ و رسم بڑھاتے ہیں، ملاقاتیں کرتے ہیں، ساتھ میں گھومتے پھرتے ہیں اور انھیں اپنے اعتماد میں لے لیتے ہیں۔

کچھ مسلم لڑکوں کو تو ہندو لڑکیوں سے دوسری تیسری ملاقات ہی میں ”لَو جہاد“ کی فرضی کہانی بنا کر مذکورہ فرقہ پرست تنظیمیں اس قدر توڑ پھوڑ دیتی ہیں کہ وہ برائے نام ہی زندہ رہ پاتا ہے اور کچھ مسلم لڑکے ان ہندو لڑکیوں کے دام محبت میں اس قدر گرفتار ہو چکے ہوتے ہیں کہ انھیں لے کر گھر سے فرار ہو جاتے ہیں، پھر یہ تنظیمیں اپنے من گڑھت ”لوجہاد“ کا شور وغوغا کر کے آسمان سر پہ اٹھا لیتی ہیں، لڑکوں کے گھر پر یہ فرقہ پرست تنظیمیں حملہ کرتی ہیں، مار پیٹ، لوٹ پاٹ سب کرتی ہیں، ماں باپ، بھائی بہن گھر بار چھوڑ کر جان بچانے پر مجبور ہو جاتے ہیں، دور کے رشتہ دار تک محفوظ نہیں رہتے، پولیس والے اس معاملے میں ”شیر ببر“ بن جاتے ہیں اور آنکھ بند کر کے بوڑھے ماں باپ پر ایسی لاٹھیاں برساتے ہیں جیسے وہ انسان نہیں پتھر ہوں اور جب یہی ”بھگوا دھاری“ ان پولیس والوں کی مرمت کرتے ہیں تو ان کے سامنے یہ بھیگی بلّی بن جاتے ہیں، ان کے ڈر سے لڑکے اور اس کے گھر والوں کو مہینوں در بدر کی زندگی گزارنی پڑتی ہے، پھر پولیس انھیں زبردستی ”دھرم پریورتن“ کے جرم میں جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈال دیتی ہے اور لڑکی کو ناری نکیتن بھیج دیا جاتا ہے جہاں سے پھر وہ اپنے اگلے

شکار پر رواں دواں ہوجاتی ہے، جبکہ مسلم لڑکا سالہا سال تک اس ناکردہ گناہ کی سزا بھگتاہے اور اپنی بربادیوں کا ماتم کرتا ہے، ان پر مزید کئی طرح کے دیگر سنگین مقدمے بھی درج کردیئے جاتے ہیں، جس سے ان کی رہائی کے راستے تقریباً مسدود ہوجاتے ہیں۔

ممکن ہے اس میں کچھ جوڑے سچ مچ پیار کے چکر میں پڑ جاتے ہوں، لیکن انھیں اور ان کے گھر والوں کو بھی فرقہ پرستوں کے اس من گڑھت ”لو جہاد“ کی چکی میں پس کر مشق ستم بننا پڑتا ہے، لڑکی لاکھ ویڈیو جاری کرے کہ وہ خود اپنی مرضی سے اس لڑکے کے ساتھ بھاگی ہے اور یہ کہ وہ عاقل، بالغ ہے اور اپنا بھلا برا بخوبی سمجھتی ہے۔

مسلم لڑکیوں کو برباد کرنے کا طریقہ

مسلم لڑکیوں کو محبت کے جال میں پھانس کر ان کی زندگی تباہ وبرباد کرنے یا ان کا دھرم پریورتن کرانے کے لئے بجرنگ دل جیسی ہندوانتہاپسند تنظیمیں ہندو لڑکوں کو باقاعدہ ٹریننگ دیتی ہیں، انھیں ایسے اسکول، کالج اور یونیورسٹی کو ٹارگیٹ کرنے کو کہا جاتا ہے جہاں مسلم لڑکیاں زیادہ پڑھتی ہیں، انھیں کتنی مسلم لڑکیوں کو پھانسنا ہے اس کا ہدف دیا جاتا ہے اور پکڑے جانے پر انھیں ہر طرح کی قانونی ومعاشی امداد فراہم کرنے کی یقین دہانی کرائی جاتی ہے بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کے لئے ڈھائی ڈھائی لاکھ روپئے بھی مہیا کرائے جاتے ہیں۔

اس پلاننگ کے تحت ہندو لڑکے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مسلم لڑکیوں کو منتخب کرتے ہیں، ان سے راہ و رسم بڑھاتے ہیں، موبائل نمبر شیئر کرتے ہیں، انھیں اعتماد میں لے کر ان کا جنسی استحصال بھی کرتے ہیں اور جب اپنی فرضی محبت کی سچی یقین دہانی کرانے میں کامیاب ہوجاتے ہیں تو انھیں لے کر ایک دن گھر سے فرار ہوجاتے ہیں، بے چارے ماں باپ، بھائی بہن کہیں منہ دکھانے کے لائق نہیں رہتے، سماج میں طرح طرح کی باتیں اور طعنہ زنی کی جاتی ہے، موجودہ حالات پر گہری نظر رکھنے والے ایک فرد کے مطابق: کچھ ہندو نوجوانوں کے پاس گاؤں کی مسلم لڑکیوں کے نمبرات ہیں، جن کے ذریعہ وہ انھیں پھانستے ہیں، پیار کا جھانسا دیتے ہیں اور ان سے ان کا دین، ان کی عزت، ان کی آبرو چھین لینے کے بعد انھیں کہیں کا نہیں چھوڑتے، ایسے حالات میں سماج کے ڈر سے ماں باپ بھی اپنی مظلوم لڑکیوں کو اپنانے سے کتراتے ہیں، اس کے بعد وہ لڑکی کہیں کی نہیں رہتی، یا تو خودکشی کرلیتی ہیں، یا پھر جسم فروشی کے دلدل میں اتر جاتی ہیں۔

اس وقت ”لو جہاد، لو جہاد“ چلّا کر سینہ پیٹنے والی یہ فرقہ پرست تنظیمیں دور دراز کے شہروں میں مسلم لڑکیاں بھگانے والے ان ہندو لڑکوں کو چھپنے کی محفوظ جگہ فراہم کرتی ہیں، ان کی حفاظت کی ذمہ داری لیتی ہیں، چھ چھ مہینے تک کے لئے ان کے کھانے پینے، رہنے سہنے کا انتظام کرتی ہیں، ڈھائی ڈھائی لاکھ روپئے کا انعام دیتی ہیں تاکہ دوسرے ہندو لڑکے بھی مسلم لڑکیوں کو پیار کے جال میں پھانسیں، پھر یہ ہندو تنظیمیں مسلم لڑکیوں سے اس طرح پیش آتی ہیں کہ یہ انھیں اپنا مسیحا سمجھنے لگتی ہیں، بعد میں جب ان کا اصلی چہرہ سامنے آتا ہے تب لڑکی ان کے طلسم سے باہر آتی ہے لیکن تب تک بہت دیر ہوچکی ہوتی ہے، بدنامی اور ڈپریشن کا شکار ہوکر لڑکی ایک زندہ لاش میں تبدیل ہوجاتی ہے، اہل خاندان کی بھی عزت وعظمت اور وقار واعتبار کی دھجیاں اڑ جاتی ہیں۔

ہندو جاگرن منچ کے صدر راجو چوہان کے مطابق ہندو تنظیموں کے ذریعہ ہندو لڑکوں کو یہ ذمہ داری دی گئی ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقے کے اسکولس، کالجز، یونیورسٹیز، آفسیز اور کمپنیز میں مسلم لڑکیوں سے میٹھی میٹھی باتیں کریں، جان بوجھ کر انھیں کسی پریشانی میں ڈال کر بھی ان سے جھوٹی ہمدردی کریں، ان کی مدد کا ڈرامہ کرکے ان کا یقین واعتماد حاصل کریں، پھر رفتہ رفتہ انھیں پیار و محبت کے جال میں پھانسیں اور اس حد تک ان کا برین واش کریں کہ وہ اپنے ماں باپ، اپنا گھر بار، یہاں تک کہ اپنا مذہب بھی چھوڑنے کو تیار ہوجائیں۔ (جرنلسٹ پونم پانڈے کی ایک رپورٹ پر مبنی)

آئے دن اخبارات کی سرخیاں بننے والی مسلم لڑکیوں کے ارتداد کی خبریں کوئی اتفاقی نہیں بلکہ اسی خطرناک مہم کا حصہ ہیں، ہندوانتہاپسند تنظیمیں سرعام ہندو نوجوانوں کو ورغلا رہی ہیں کہ وہ

اداریہ

مسلمان لڑکیوں کو اپنی طرف مائل کریں اور انھیں پیار محبت کے جال پھانس کر ان سے شادی کریں، یعنی ''لوفساد'' کے لئے یہ تنظیمیں خود ہندو لڑکوں کو ورغلا رہی ہیں اور ''لو جہاد'' کا ٹھکرا مسلمانوں کے سر پھوڑ رہی ہیں، ان تنظیموں پر ''چور مچائے شور'' کی کہاوت صادق آتی ہے۔

گزشتہ سالوں میں بنگلور اور وجے پور کے رجسٹرار آف میریج کے دفتر میں نوٹس بورڈ پر ایسی درخواستیں چسپاں دیکھی گئیں جن میں کئی مسلم لڑکیوں نے غیر مسلموں کے ساتھ شادی کی درخواست دی تھیں، اسی طرح پچھلے مہینے مہاراشٹر اخاص ممبئی میں غیر مسلموں سے شادی کرنے والی مسلم لڑکیوں کی ایک لمبی فہرست سوشل میڈیا پر وائرل ہوئی تھی، جو پوری امت مسلمہ کے لئے لمحہ فکریہ اور تازیانۂ عبرت ہے، اگر ہم اب بھی خواب غفلت سے بیدار نہ ہوئے اور اپنی نسل نو کو ان خطرناک سازشوں سے نہ بچایا تو آنے والے دنوں میں ہمارا وجود خطرے میں پڑ سکتا ہے۔

یہ بات بھی مشاہدے پر مبنی ہے کہ مسلم سے ہندو بنی مسلم لڑکیاں ہندوؤں کے لئے کبھی ''ہندو'' نہیں بن پاتیں، انھیں ''شدر'' سے بھی نیچ اور اچھوت مانا جاتا ہے، نتیجے کے طور پر کوئی لڑکی ''رقیہ'' سے ''مسکان'' بن کر بھی دربدر کی ٹھوکریں کھاتی پھرتی ہے تو کوئی ''شبینہ'' سے ''انّو'' بن کر بھی اپنی بدقسمتی کو روتی ہے۔

''راجندر'' عرف ''راجو ڈانگی'' ولد بابولال ڈانگی (اودے پور، کچی بستی کٹیچھا) نے شادی کا جھانسہ دے کر ''انّو'' عرف ''شبینہ پروین'' ولد شمیم انصاری (بلیا بلاک جھارکھنڈ) کو بھگا کر دہلی پھر بنگلور لے گیا اور چار سال تک اس کے جسم سے کھیلتا رہا، جب وہ حاملہ ہو گئی تو راجو ڈانگی اسے بنگلور چھوڑ کر اودے پور واپس آ گیا، اودے پور آ کر اس نے کسی دوسری ہندو لڑکی سے شادی کر لی، واضح ہو کہ اس پورے معاملے میں راجو کے گھر والوں نے اس کا مکمل ساتھ دیا، اب ''انّو'' عرف ''شبینہ پروین'' ایک بچہ کو لے کر دردر کی ٹھوکریں کھا رہی ہے۔

چار سال قبل ''فردوس بانو'' نے ایک ہندو لڑکے کے پیار میں پھنس کر اس سے شادی کی، لڑکے نے تین سال تک اسے استعمال کر کیا اور اسے مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا، ان تین سالوں کے درمیان اس پر طرح طرح کے ظلم وستم کئے گئے، جہیز لانے کی فرمائش کی جاتی، مارا پیٹا جاتا، اس دوران اسے ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی، جس پر وہ ہندو لڑکا بہت ناراض ہوا کہ تم نے لڑکی کیوں پیدا کی؟ آج کی تاریخ میں ''فردوس بانو'' بھی اپنی نافرمانیوں اور بربادیوں پر مرثیہ خوانی کر رہی ہے۔

نسل نو کو اس ارتدادی مہم سے کیسے بچائیں؟

ایسے میں ان فرقہ پرستوں سے مسلم لڑکیوں کی عزت وآبرو کو بچانا اور ان کو ارتداد کے قعر مذلت میں گرنے سے روکنا اہم مسئلہ بن گیا ہے، اس سلسلے میں ہمارے ائمہ مساجد کلیدی رول ادا کر سکتے ہیں، ہر جمعہ میں اصلاح معاشرے کے کسی نہ کسی موضوع پر سنجیدہ تقریر کریں، خاص کر ایمان وکفر، عقیدۂ توحید و رسالت اور فرقہ پرستوں کی آج کی اس خطرناک مہم کے بارے میں قوم کی نسل نو کو ضرور باخبر کریں، اس کے نقصانات پر بھرپور روشنی ڈالیں، دنیا وآخرت کی بربادیوں اور اس کی ہولناکیوں سے آگاہ کریں۔

مسلم والدین بھی اپنی نسل نو کو اس ارتدادی مہم کے زہر ہلاہل سے محفوظ رکھنے کے لئے اپنی بچیوں کو اسلامی پردے کا پابند بنائیں، ان میں شرم وحیا اور عفت وعصمت کی حفاظت کا جذبہ پیدا کریں، ان کے دلوں میں اللہ ورسول کا مقام ومرتبہ اور ان کی عزت وعظمت پیدا کریں، ایمان واسلام کو ان کے دلوں میں راسخ کریں، انھیں خواتین اسلام کے پاکیزہ واقعات سنائیں، اپنے سبھی گھر والوں کو جمع کر کے کسی اصلاحی کتاب کا درس دیں یا کسی سنجیدہ مقرر کی تقریر سنیں، اسکول، کالج، یونیورسٹی اور ٹیوشن سینٹر میں پڑھنے والی لڑکیوں کی دینی تعلیم وتربیت کی کوشش کریں، ان کے آنے جانے پر بھی گہری نظر رکھیں، حتی الامکان انھیں غیر مخلوط تعلیم گاہوں میں تعلیم دلائیں، انھیں تعلیمی ضرورت کے لئے بھی کسی سہیلی کے گھر نہ جانے دیں، بوقت ضرورت ان کا موبائل نمبر اپنے ہی ڈاکومینٹ پر جاری کرائیں، ان کا موبائل بھی خود سے یا اپنے لڑکوں کے ذریعہ ریچارج کرائیں، ان کے

ڈاکومینٹ کی فوٹو کاپی بھی خود سے ہی کرائیں۔

باقاعدہ ان کے اسکول، کالج، یونیورسٹی اور ٹیوشن کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہیں، گھر میں ان کو بھرپور توجہ دیں اور نرم روی کے ساتھ انھیں پیش آنے والے مسائل پر ان سے گفتگو کریں، انھیں اسلامی اخلاق وآداب اور عادات واطوار سے مزین کریں، اپنے بچوں کو تنہائی میں اینڈرائڈ موبائل اور انٹرنیٹ نہ استعمال کرنے دیں، بوقت ضرورت سب کے سامنے استعمال کرائیں، کیونکہ آج نسل نو کی تباہی و بربادی میں انھیں دونوں ذرائع کا بنیادی رول ہے، انھیں نرم لہجے میں غیر مسلموں کے دام محبت میں پھنس کر شادی کرنے والی ان مسلم لڑکیوں کے شرمناک اور دردناک واقعات بتائیں جو نہ گھر کی رہیں نہ گھاٹ کی۔

جہاں تک دو الگ الگ مذہب کے پیروکاروں کے درمیان شادیوں کے مکروہ رجحان کا تعلق ہے تو وہ آج کل ہر مذہب کے نوجوانوں میں عام اور کم وبیش یکساں ہے، اس لئے اس کی وجہ سے صرف مسلمانوں کو ٹارگیٹ کرنا غلط اور ان پر ظلم و زیادتی ہے، اس قسم کا غلط رجحان مخلوط تعلیم اور مغربی کلچر کے سبب ہر مذہب کی نوجوان نسل میں عام ہو رہا ہے، جسے روکنا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے، ہمیں بین مذہب شادیوں کے راستے مسدود کرنے ہوں گے اور نوجوانوں کو ایسی شادیوں کے نقصانات سے آگاہ کرنا ہوگا، یہ ہماری قومی، ملی اور سماجی ذمہ داری ہی نہیں بلکہ مذہبی فریضہ بھی ہے۔

□□□

ص ۱۳ ر کا بقیہ..

وجہ سے انہیں یہ ثواب حاصل ہوا، اللہ تعالیٰ کے نیک بندے طاعت وعبادت اور شریعت کے واجبات پر عمل کرتے ہیں حتیٰ کہ وہ عبادات جو واجب نہیں لیکن منت مان کر انہیں اپنے اوپر واجب کرلیا تو انہیں بھی ادا کرتے ہیں، آگے رب تعالیٰ فرما رہا ہے:

"وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِيناً وَيَتِيماً وَأَسِيراً إِنَّمَا نُطْعِمُكُم لِوَجهِ اللّٰهِ لَا نُرِيدُ مِنكُم جَزَاء وَلَا شُكُوراً إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوماً عَبُوساً قَمطَرِيراً۔

(سورۂ دہر 76:، آیت 10 سے 8) یعنی اور وہ اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم تمہیں خاص اللہ کی رضا کے لیے کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔ بیشک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش، نہایت سخت ہے۔"

اللہ کے نیک بندے اللہ کے حکم اور رسول ﷺ کی کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے اللہ کے بندوں، مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں جب کہ خود انہیں کھانے کی حاجت ہوتی ہے، اللہ والے نیک بندے مسکینوں، یتیموں، قیدیوں، غریبوں کو اللہ کی محبت میں اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے کھلاتے ہیں، یقیناً یہی دین، ایمان و نبی پاک سے محبت اور ان کے اسوۂ حسنہ پر عمل ہے اور سیرت رسول ﷺ پر عمل ہے اللہ تمام مسلمانوں کو سیرت رسول ﷺ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

□□□

ص ۱۷ ر کا بقیہ..

کرنا سراسر فریب ہے........ اخلاق مندی فطرت کا حصہ ہونا چاہیے مطلب کا نہیں.... جیسا کہ سیرت النبی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جس طرح باہر والوں کے لئے سراپا اخلاق تھے... اس سے کہیں زیادہ اہل خانہ پر مہربان تھے........ ہمیں چاہیے کہ ہم سیرت النبی کا یہ پہلو اپنی زندگی میں شامل کریں تاکہ ہمارے گرد وپیش کا ماحول بدلے.... کدورتیں دور ہوں... محبتیں پروان چڑھیں اور الفت ومحبت کے پھولوں کی خوشبو سے معاشرہ لالہ زار بن جائے۔

□□□

ص ۳۴ ر کا بقیہ..

بھی انہی سے مسموع ہوئی، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درخت سے سنا "انی انا اللہ۔ میں ہوں رب اللہ سارے جہاں کا" کیا درخت نے کہا تھا؟ حاشا بلکہ اللہ نے، یونہی یہ حضرات اس وقت شجر موسیٰ ہوتے ہیں۔" (احکام شریعت، ص93)

□□□

اداریہ

از: حافظ محمد ہاشم قادری صدیقی*

سیرت رسول اعظم انسانیت کے لیے مشعل راہ

اسلامیات

وہ دانائے سُبُل، مولائے کُل، ختم الرُّسُل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

[اقبالؔ]

وَأَبيَضَ يُستَسقَى الغَمامُ بِوَجهِهِ
ثِمالُ اليَتامى عِصمَةٌ لِلأَرامِلِ

[ابوطالب]

یعنی وہ گورے مکھڑے والا، جس کے روئے زیبا کے واسطے سے، ابرِ رحمت کی دُعائیں مانگی جاتی ہیں، وہ یتیموں کا سہارا! وہ بیواؤں اور مسکینوں کا سرپرست۔

سیرتِ رسول کریم ﷺ کے مطالعہ کا ایک ہی مقصود ہے، حضور کے پیغام کی مشعل کو ساری انسانیت کے سامنے پیش کی جائے، یہ بتایا جائے کہ رسول کریم ﷺ انسانیت کے سب سے بڑے محسن ہیں، حضور ﷺ کی سیرت ہمارے اندر بجز اس کے کسی طرح جلوہ گر نہیں ہو سکتی کہ ہم اس نصب العین کے لیے ویسی ہی جدو جہد کرنے اُٹھیں جس کے لیے حضور ﷺ کی پوری زندگی کو ہم وقف پاتے ہیں۔

آپ ﷺ کی سیرت پر ہم سب پوری قوت سے عمل پیرا اور مصروف رہیں، آپ کی سیرت ایک فرد کی سیرت نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ کی سیرت تاریخی طاقت کی داستان ہے، جو ایک انسانی پیکر میں جلوہ گر ہوئی، آپ کی سیرت اجتماعی تحریک کی روحِ رواں ہے، آپ کی سیرت محض ایک اِنسان کی نہیں بلکہ آپ ایک انسان ساز کی روداد ہیں، آپ کی سیرت تمام عالم نو کے معمار کے کارنامے پر مشتمل ہے، پوری انسانیت کی ہدایت کی اِنقلابی کارنامے کی تفصیل اپنے اندر لیے ہوئے ہے، نبی رحمت ﷺ کی سیرت غارِ حرا سے لے کر غارِ ثور تک، حرم کعبہ سے لے کر طائف کے بازار تک، اُمہاتُ المومنین کے حجروں سے لے کر میدان ہائے جنگ تک ہر چہار جانب پھیلی ہوئی ہے، محسن انسانیت و محسن کائنات کی سیرت کے نقوش بے شمار نیک بندگانِ خدا کی کتابِ حیات کے اوراق کی زینت ہیں، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ و حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت عمار و یاسر، خالد و خویلد اور حضرتِ بلال و صہیب رضوان اللہ علیہم اجمعین، سب کے سب آپ ہی کی کتابِ سیرت کے اوراق ہیں، اسی لیے رب تبارک و تعالیٰ کی نازل کی ہوئی کتاب قرآن مجید میں آپ کی سیرت و اُسوہِ حسنہ کی پیروی کو سبھی کے لیے مشعلِ راہ بتایا گیا ہے:

”لَقَد كَانَ لَكُم فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرجُوا اللّٰهَ وَاليَومَ الأٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا۔(القرآن، سورہ احزاب 33: آیت 21) بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے، اس لیے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔“ (کنز الایمان)

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ سید المرسلین ﷺ کی سیرت میں پیروی کے لیے بہترین طریقہ موجود ہے، زندگی کے تمام اُمور میں پیروی کا حکم ہے، حقیقی طور پر کامیاب زندگی وہی ہے، جو تاجدار رسالت ﷺ کے نقش قدم پر ہو، اگر ہمارا جینا مرنا، سونا جگنا، حضور پرنور ﷺ کے نقش قدم پر ہو جائے تو ہمارے سب کام عبادت بن جائیں گے، رب تعالیٰ نے کائنات میں نہ کوئی آپ جیسا کامل انسان بنایا ہے نہ بنائے گا کیونکہ آپ ﷺ پر نبوت و رسالت کی تکمیل بھی بدرجہ اتم پوری ہو گئی، بقول شاعر ؎

عرش وکرسی سے بالا ہے بام آپ کا
آگے اللہ ہی جانے مقام آپ کا
آپ جیسا کوئی دو جہاں میں نہیں
اِس زمیں میں نہیں آسماں میں نہیں
حُسن صورت عجب حسنِ سیرت عجب
پھر عجب اُس پہ حسن کلام آپ کا
ہر نمازی کی ہے التحیات میں
آپ کا تذکرہ بعد ذکر خدا
ہر مؤذن کی میں نے اذاں میں سُنا
ایک اللہ کا نام ایک نام آپ کا
کیوں میں مانوں کسی اور دستور کو
اور کیا میں جانوں کسی اور منشور کو
سب کتابوں سے افضل کتاب آپ کی
سب نظاموں سے ہے اعلیٰ نظام آپ کا

[سید سلمان گیلانی]

آپ ﷺ کو اللہ رب العزت نے اپنے فضل سے بے شمار اوصاف وکمالات اور اخلاقِ کریمانہ سے نوازا اور آپ کی اِن صفات کی بلندی کو خود رب تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد جگہ بیان فرمایا:

''وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ۔ یعنی ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کردیا۔'' (کنزالایمان)

حضور پُرنور ﷺ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ پر ایمان لانا اور آپ کی اطاعت کرنا مخلوق پر لازم کردیا ہے حتیٰ کہ کسی کا اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، اس کی وحدانیت کا اقرار کرنا اور اس کی عبادت کرنا اس وقت تک مقبول نہیں جب تک وہ رسولِ کریم ﷺ پر ایمان نہ لے آئے اور ان کی اطاعت نہ کرنے لگے، پورا قرآن نعت مصطفی، شانِ مصطفی، اوصافِ حمیدہ سے بھرا ہے، اِرشاد باری تعالیٰ ہے :

''وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیۡمٍ۔ بے شک آپ ﷺ یقیناً عظیم اخلاق پر ہیں۔''

اور ایک جگہ فرمایا :

''وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ۔ (القرآن، سورہ، الم نشرح: 94 آیت 4)

مفسرین کرام نے آقا ﷺ کا ذکر بلند ہونے کی بہت سی توجیہات بیان فرمائی ہیں، آپ ﷺ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ پر ایمان لانا اور ان کی اطاعت کرنا مخلوق پر لازم کردیا حتیٰ کہ کسی کا اللہ پر ایمان لانا، اس کی وحدانیت کا اِقرار کرنا اور اس کی عبادت کرنا اس وقت تک مقبول نہیں جب تک وہ ختم المرسلین پر ایمان نہ لے آئے اور ان کی اطاعت نہ کرنے لگے۔

''مَن یُّطِعِ الرَّسُولَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔'' (النساء8)

پورا قرآن ہی آپ پر نازل ہوا اور آپ کے اوصافِ حمیدہ خوب خوب بیان ہوئے، اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو صورت و سیرت ہر لحاظ سے بے مثل بے مثال پیدا فرمایا، آپ کو اخلاق عالیہ کے بلند ترین مراتب پر فائز فرمایا، آپ کے اخلاقِ عالیہ و خصائل کا حسین تذکرہ قرآنِ مجید ودیگر آسمانی کتابوں میں بھی فرمایا، جو برگزیدہ صفات اور فضائل وکمالات مختلف پیغمبروں کو عطا کیے گئے وہ تمام حضور ﷺ کی ذات مجمع کمالات میں جمع کردئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''انما بعثت لاُتمم مکارم الاخلاق۔ یعنی مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا۔''

(سنن کبری للبیہقی، ج10: ص192: حدیث 2399–40141)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمہ اپنے عشقِ رسول کا اِظہار اس طرح کرتے ہیں۔ ؎

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے کلام و بقا کی قسم

دوسری جگہ اس طرح کہتے ہیں۔ ؎

لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کردیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

اور صحابی رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے تو اپنی عقیدت ومحبت وعشق رسول ﷺ کا اظہار کتنے پیارے انداز میں اس طرح کیا۔ ؎

وَاَحسَنُ مِنكَ لَم تَرَ قَطُّ عَينِي
وَأجمَلُ مِنكَ لَم تَلِدِ النِّساءُ
خُلِقتَ مُبَرَّءً مِن كُلِّ عَيبٍ
كَأَنَّكَ قَد خُلِقتَ كَمَا تَشاءُ

[حسانؔ بن ثابت رضی اللہ عنہ]

یعنی یارسول اللہ ﷺ! آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے دیکھا ہی نہیں، آپ ﷺ سے زیادہ حسن وجمال والا کسی عورت نے جنا ہی نہیں۔

آپ ﷺ ہر عیب سے پاک وصاف پیدا کیے گئے ہیں، گویا کہ آپ ﷺ اس طرح پیدا کیے گئے ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے چاہا۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتائیں؟ انہوں نے فرمایا کہ آپ کے اخلاق قرآن کا آئینہ ہیں یہ اُن کے علم اور آداب کا ثبوت ہے۔

دنیا کے سب سے بلند ترین شخصیت محمد مصطفی جانِ رحمت ﷺ کی سیرت اور سوانح پر، زندگی کے بڑے بڑے کاموں اور آپ کی نمایاں مہمات، اُمورِ عظیمہ اور آپ کے اخلاق وعادات کو بیان کر دیا جائے تو بھی آپ کی سیرت ہرگز مکمل اور پوری نہیں ہوگی، محمد مصطفیٰ ﷺ کے اخلاقِ حسنہ وسیرتِ طیبہ کے مدرسے سے ایک حاکم، ایک امیر ایک وزیر، ایک افسر، ایک ملازم، ایک آقا، ایک سپاہی، ایک تاجر، ایک مزدور، ایک جج، ایک معلم، ایک واعظ، ایک ریفارمر، ایک فلسفی، ایک ادیب، ہر کوئی کے سیرت کے مدرسے میں ایک باپ، ایک ماں، ایک بیوی، ایک ہم سفر کے لیے، ایک پڑوسی کے لیے یکساں مثالی نمونہ موجود ہے، ایک بار جو بھی اس مدرسے سے درس گاہ تک آپہنچتا ہے، پھر اسے کسے دوسری درس گاہ کسی دوسرے دروازے کو کھٹکھٹانے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اِنسانیت جس بام عروج پر، جس آخری کمال تک پہنچ سکتی تھی، وہ آپ ﷺ کی ہستی میں جلوہ گر ہے، اسی لیے اس ہستی کو ''اِنسانِ عظیم'' کے لقب سے پکارنے پر ساری دنیا مجبور ہے۔

انسانی تاریخ کے پاس ''اِنسانِ عظیم'' صرف اور صرف یہی ایک ہستی ہے، جس کو چراغِ راہ بنا کر ہر دور میں ہم اپنی زندگی کو روشن کر سکتے ہیں، کروڑوں، عربوں افرادِ انسانی نے اسی سے روشنی لی، لاکھوں بزرگوں نے اپنے علم وعمل کے چراغ اسی ''اِنسانِ عظیم'' کی سیرت سے تابناک وروشن کیئے، دنیائے انسانیت آپ کی دی ہوئی تعلیم سے فائدہ اُٹھا رہی ہے، کوئی انسان ایسا نہیں جو اس ''اِنسانِ عظیم'' کا کسی نہ کسی پہلو Aspects سے زیر بارِ احسان نہ ہو، لیکن اس کے احسان منداس کو جانتے نہیں، اس سے تعارف نہیں رکھتے، جو جانتے ہیں جو اس ہستی پر ایمان رکھتے ہیں، وہ بھی آج کے دور میں آپ ﷺ کی تعلیمات سے دور ہوتے جارہے ہیں (الا ماشاء اللہ) آپ ﷺ کی ہستی کے تعارف اور آپ کے پیغام کے فروغ کی ذمہ داری اس کی اُمت پر ہے، لیکن اُمت محمدیہ ہی اس کے پیغام سے دور بہت دور ہو گئی ہے، اس کے پاس کتابِ الٰہی قرآن مجید اور نبوی تعلیم کا ذخیرہ احادیث طیبہ کی کتابوں کے اوراق میں سب کچھ موجود ہے لیکن آج اِن پاک کتابوں سے اُمت محمدیہ کی دوری اِنتہائی شرمناک اور افسوس ناک ہے یہی وجہ ہے کہ آج اُمت مسلمہ کی حالت زار اِنتہائی خراب ہے۔

آؤ سوچیں اور جائزہ لیں، ہم کہاں کھڑے ہیں

آج انسانیت کتنی گرتے جارہی ہے، محسن اِنسانیت ﷺ کا یہ مقدس انقلاب تھا جس کے ہم پاسبان بنائے گئے تھے، یہی وہ پیغام ہے جو رب تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب اور اُن کی اُمت کو دیا:

''وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔

یعنی (اے مسلمانو!) اسی طرح ہم نے تمہیں (اعتدال والی)

بہترامت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور (ہمارا یہ برگزیدہ) رسول (ﷺ) تم پر گواہ ہو۔'' (القرآن، سورہ البقرہ 2: آیت 143)

رب تبارک وتعالیٰ امت محمدیہ کو بہترین امت بنایا تا کہ مسلمان تمام لوگوں پر گواہ بنیں اور محمد ﷺ ہم سب کے گواہ بنیں، یعنی اے مسلمانو! جس طرح ہم نے تمہیں ہدایت دی اور خانہ کعبہ کو تمہارا قبلہ بنایا اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا، حضور پُرنور ﷺ کی امت زمانہ کے لحاظ سے سب سے آگے یعنی افضل ہے، افضل کے لیے یہاں ''وسط'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور عربی میں بہترین کے لیے بھی وسط کا لفظ استعمال ہوتا ہے، مسلمان کو بلند ترین منصب پر فائز کیا گیا ہے اور مسلمانوں کو اس امانت یعنی ایمان ودعوت کی تبلیغ کی ذمہ داری دی گئی ہے کہ حضور کی نیابت وسیرت کی روشنی میں ہم قیامت تک اِنسانیت کے نجات دہندہ بنیں۔

آج پوری انسانیت بحران کا شکار ہے، بڑی بڑی قوتیں کمزور ملکوں اور کمزور انسانوں پر اپنا جابرانہ نظام تھوپ رہی ہیں، ظلم وجبر کا پہاڑ توڑ رہی ہیں، عالمی قیادت خدا ناشناس طاقتوں کے ہاتھ میں ہے، افسوس صد افسوس نام نہاد اسلامی ملک بھی انھیں طاقتوں کے غلام بنے ہوئے ہیں، فلسطین، افغانستان، سیریا، میںنمار، کشمیر، روس وغیرہ وغیرہ کے انسانوں کے عرصہ حیات تنگ کئے ہوئے ہیں، اِن مظلوم انسانوں کی مدد تو دُور، عیاش واوباش مسلم حکمراں دریوزہ گر (گداگر، بھکاری) بن کر رہ گئے ہیں، اسرائیل، امریکہ، روس، وغیرہ سے دوستی کر بیٹھیں ہیں، حالات کی ٹھوکریں ہمیں نہ جانے کب بیدار کریں گی؟ ذِلتیں اور نامرادیاں ہمارے احساس ندامت اُبھار نہیں سکیں، عالم اسلام خود انتشار اور انسانیت کے بحران میں شانہ بشانہ کھڑی ہیں، حق بولنے والوں ایسا غائب کر دیا جاتا ہے، جیسے کہ وہ پیدا ہی نہ ہوا ہو، سوچیں اور جائزہ لیں کیا اسلام لانے والے نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہی تعلیم ہے، اسلام کے پانچوں ارکان کلمہ، نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ کے ساتھ ساتھ حُسنِ معاشرت کی تعلیم پر بہت زور دیتا ہے۔

رب تعالیٰ کے احکامات اور آپ ﷺ کی تعلیمات

اِسلام دینِ فطرت اور دینِ انسانیت ہے، آپ ﷺ کی سیرت میں انسانوں کی عزت وتکریم اور تمام انسانوں کے ساتھ انصاف کرنے کی بار بار تاکید آئی ہے، آپ ﷺ نے سبھی انسانوں کا احترام سکھایا چھوٹوں پر شفقت ومحبت، رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور پڑوسیوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی تعلیم دی، مسلم شریف کی روایت ہے:

''اَلْخَلْقُ كُلُّهُم عِيَالُ اللهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ عِندَ اللهِ مَن اَحسَنَ اِلٰی عِيَالِه۔ یعنی مخلوق اللہ کی عیال (کنبہ) ہے تو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب وہ مخلوق (بندہ) ہے جو اس کے عیال (کنبہ) کے ساتھ حسن سلوک کرے۔''

(مسلم، بیہقی فی شعب الایمان)

دوسروں کے اچھا ہونے کا انتظار نہ کریں بلکہ خود اچھا بن کر لوگوں کو سکھائیں کہ اچھا انسان کیسا ہوتا ہے، انسانیت کی خدمت کرنے کے بہت سے طریقے ہیں، بیواؤں اور یتیموں کی مدد، مسافروں، محتاجوں اور فقرا ومساکین سے ہمدردی، بیماروں، معذوروں، قیدیوں اور مصیبت زدگان کی مدد وخدمت کرنا، بلا تفریق مذہب وملت انسانیت کی بنیاد پر مذہب سے اوپر اُٹھ کر ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیئے۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں اللہ کے یہاں سب سے زیادہ پسندیدہ وہ ہیں جو انسانوں کے لیے سب سے زیادہ نفع بخش ہوں، آپ کی سیرت پر آپ کے صحابہ نے پوری طرح سے عمل کیا بے شمار واقعات شاہد ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی سیرت پر کتنے پیارے انداز میں عمل فرمایا، خود رب تعالیٰ نے اُن کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا:

''يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوماً كَانَ شَرُّهُ مُستَطِيرًا۔ یعنی اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اُس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے۔'' (سورۂ دہر 76: آیت 7 / کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ نیک بندوں کا ثواب بیان فرمانے کے بعد اب ان کے وہ اعمال ذکر فرمائے جارہے ہیں جن کی بقیہ ص ۹ / پر

از: غلام مصطفٰے رضوی*

میلادرسول ﷺ اور مشائخ نقشبندیہ

اسلامیات

کچھ دنوں قبل دیوبندی فرقے کی ایک نقشبندی رحمانی خانقاہ سے وابستہ شخص کی جذباتی پوسٹ دیکھی؛ جس نے جی بھر کر اہتمام میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف زہر افشانی کی؛ سوچا کہ دعویٰ نقشبندیت کا ہے تو ایسے شخص کو آئینہ دکھادیا جائے کہ اکابرِ نقشبندیہ کا منہج وطریق کیا تھا؛ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکرِ میلاد سے بغض وحسد نے آج کے بعض دیوبندی پیروں کو مشائخ نقشبندیہ کے عقائد ومعمولات کا باغی بنادیا ہے، شیطانی طبع نے رحمانی نسبت سے عاری کر دیا ہے، چشم صداقت وا کریں اور اصل نقشبندی تعلیمات کا مطالعہ کریں، نقشبندیت کی خوشبو میلاد و ذکرِ رسول کی محفلوں میں عقیدہ وعقیدت کو مہکاتی نظر آئے گی۔

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے اکبری الحاد کا خاتمہ کیا، دین کو بُری رَسموں سے پاک کیا، باطل نظریات کی بیخ کنی کی، ظالم کے روبرو کلمۂ حق کہا، مراسمِ اسلامی کو تقویت عطا کی، آپ نے محبت رسول ﷺ کی روح پھونک دی، آپ ہند میں سرخیلِ سلسلۂ نقشبندیہ ہیں، مشائخ نقشبندیہ نے ہر عہد میں ذکرِ رسول و محافل میلادالنبی ﷺ کا اہتمام کیا، اس کے ذریعہ پیغامِ سیرت عوام تک پہنچایا، دین کی خدمت کی، مسلمانوں کو اسوۂ حسنہ سے قریب کیا، مشائخ نقشبندیہ کے حوالے سے اِس تحریر میں میلاد وذکر رسول ﷺ پر روشنی ڈالی جائے گی۔

خانوادۂ مجدد الف ثانی کے چشم و چراغ حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی (م ۱۲۷۷ھ/ ۱۸۶۰ء، مدفوں مدینہ منورہ) میلادِرسول ﷺ کے اہتمام کی ترغیب ان لفظوں میں دیتے ہیں:

''جس طرح آپ خود اپنی ذات پر درود وسلام بھیجا کرتے تھے؛ ہمیں چاہیے کہ ہم آپ کے میلاد کی خوشی میں جلسہ کریں، کھانا کھلائیں اور دیگر عبادات اور خوشی کے جو طریقے ہیں (ان کے) ذریعہ شکر بجالائیں۔'' (۱)

آپ نے میلادشریف کے عنوان پر تین کتابیں تحریر کیں:

(۱) سعید البیان فی مولد سید الانس والجان [اردو مطبوعہ]

(۲) الذکر الشریف فی اثبات المولد المنیف [فارسی]

(۳) اثبات المولد والقیام [عربی مطبوعہ]

ارشاداتِ حضرت شاہ احمد سعید مجددی

میلادِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق چند ارشادات ملاحظہ فرمائیں:

(۱) محفلِ میلاد دراصل وعظ ونصیحت ہے اس کے لیے جو کان لگائے اور متوجہ ہو، اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: نصیحت کرو بے شک نصیحت مومنین کے لیے مفید ہے۔ (۲)

(۲) شرح سنن ابن ماجہ میں اس یوم (میلاد) کی تصریح بھی ہے اور امام جلال الدین نے فرمایا کہ: میلادِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام معظم ومکرم ہے، آپ کا یومِ ولادت مقدس و بزرگ اور یوم عظیم ہے، آپ کا وجود عشاق کے لیے ذریعۂ نجات ہے؛ جس نے نجات کے لیے ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کا اہتمام کیا اس کی اقتدا کرنے والے پر بھی رحمت و برکت کا نزول ہوگا۔ (۳)

(۳) سیدالاولین والآخرین کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے، ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر بجا لاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ عبادت اور نیکی کی جائے۔ (۴)

(۴) حسین بن ابراہیم مفتی مالکیہ بمکہ فرماتے ہیں: ہاں! ذکر ولادت کے وقت قیام بہت علما نے پسند کیا اور یہ قیام حسن ہے، کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واجب ہے، واللہ

*مضمون نگار نوری مشن مالے گاؤں مہاراشٹرا کے رکن ہیں۔

اعلم۔

(۵) محمد عمر ابن ابی بکر مفتی شافعیہ مکہ مکرمہ کا ارشاد ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کے ذکر کے وقت قیام واجب ہے کیوں کہ روح اقدس حضور معلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوتی ہے تو اس وقت تعظیم وقیام لازم ہوا، جید علماے اسلام اور اکابر نے قیام مذکور کو پسند فرمایا ہے۔

(۶) محمد بن یحییٰ مفتی حنابلہ مکہ مشرفہ نے بھی ذکر ولادت کے وقت قیام کے استحباب واستحسان کی تصریح فرمائی ہے۔(۵)

حضرت شاہ احمد سعید مجددی میلاد شریف کے ضمن میں فرزند اکبر کو لکھتے ہیں: آتے وقت ''مولد شریف'' مولفہ مولوی حبیب النبی صاحب، مولوی ولی النبی صاحب سے یا جہاں کہیں سے ملے اپنے ہمراہ لائیں۔(۶)

کتاب ''غایۃ المرام'' جو میلاد شریف وقیام کے استحباب میں علماے دہلی ورامپور وبریلی کے فتاویٰ جات پر مشتمل ہے؛ اس پر شاہِ دہلی بہادر شاہ ظفر کے بعد ساتویں تصدیق حضرت شاہ احمد سعید مجددی کی ہے، کل ۶۳ رعلما کی تصدیقات موجود ہیں۔

محافل کا اہتمام

نبیرۂ حضرت شاہ احمد سعید مجددی؛ شاہ ابوالخیر مجددی ہر سال میلادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص اہتمام کرتے، شاہ ابوالحسن زید فاروقی ایسی ہی ایک محفل کا ذکر کرتے ہیں: ۱۲ر ربیع الاول ۱۳۳۸ھ مطابق ۴ر دسمبر ۱۹۱۹ء کو دن کے دس بجے آپ (شاہ ابوالخیر) باہر تشریف فرما تھے اور باہر کے آئے ہوئے وہ تمام افراد موجود تھے جو محفلِ مبارک میلاد شریف میں شریک ہوئے تھے اور دلی کے بھی وہ تمام افراد تھے جن جن کو آپ نے میلادِ مبارک کی خوشی کے کھانے پر مدعو کیا تھا۔(۷)

''ولادتِ شریفہ کا ذکر مبارک ہوا، سب ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میلاد خوانوں نے اس مقدس جناب میں سلام پیش کیا، جس وقت میلاد خواں ہدیۂ سلام پیش کر رہے تھے، آپ (شاہ ابوالخیر) پر بے خودی کی کیفیت طاری ہو گئی، آپ کی آنکھوں سے سیل اشک جاری تھا، ہاتھ ناف پر بندھے ہوئے تھے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ افسوس صد افسوس کہ ایسی مجلیٰ ومزکیٰ و معطر محفلِ مبارک کو حجابِ علم نے بعض افراد کی نظر میں جامۂ قبح پہنا دیا ہے اور دُنیا بھر کی خرابیاں ان کو اس مبارک محفل میں نظر آنے لگی ہیں۔ ع

چوں نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زند''(۸)

شاہ ابوالخیر کا یہ قول ہے کہ: ہم یہ مبارک محفل (میلاد) اس لیے منعقد کرتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا ہو، آپ کی محبت اصلِ ایمان ہے، اس اصل ہی کو حاصل کرنے کے لیے اس مبارک محفل کا قیام کیا جاتا ہے۔(۹)

حضرت شاہ احمد سعید مجددی کی مجالس کے حاضر باشوں میں حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی تھے، جو اویسِ دوراں حضرت فضل رحمٰن گنج مرادآبادی کے مرشد ہیں، خانقاہِ فضل رحمانی گنج مرادآباد میں خانوادۂ اویسِ دوراں کے یہاں بھی قدیم وقتوں سے میلاد وسلام با قیام کی محافل سجتی رہی ہیں، خود مالیگاؤں میں مولانا محمد اسحاق نقشبندی علیہ الرحمہ کے مزار پر میلاد وسلام کی محافل مدتوں سے اب تک جاری ہیں، شاید اس کی روحانی وجہ یہی ہوگی کہ ان کے مشائخ نے میلاد وسلام با قیام کے استحباب پر کتابیں تصنیف کیں۔

خانوادۂ مجدد الف ثانی کے چشم وچراغ مولانا شاہ محمد معصوم مجددی (م ۱۳۴۱ھ، مدفون مکہ مکرمہ) نے میلاد کے جواز پر کتاب بنام ''احسن الکلام فی اثبات المولد والقیام'' (۱۳۰۵ھ) لکھی، آپ فرماتے ہیں ؎

محفلِ میلاد میں ہوتا ہے ان کا ہی ظہور
کچھ بصیرت چاہیے وہ مہ لقا یہی تو ہیں

حضرت شاہ معصوم کے فرزند حافظ محمد ابوسعید مجددی (م ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۳ء) کو عرب دنیا کی محافل میلاد میں پڑھا جانے والا مشہور زمانہ ''مولود برزنجی'' حفظ تھا۔(۱۰)

فتح پوری مسجد کے سابق شاہی امام، مفتی اعظم دہلی، مفتی شاہ مظہر اللہ نقشبندی کے یہاں بھی پابندی سے محافل میلاد ہوا کرتیں، جس میں اعلیٰ حضرت کا سلام ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام''

اہتماماً پڑھا جاتا، متعدد مقامات پر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی نے یہ پہلو ذکر کیا، فتح پوری مسجد میں اس روایت کو مفتی محمد مکرم احمد نقشبندی برقرار رکھے ہوئے ہیں۔

خانقاہِ نقشبندیہ بالا پور کے نائب سجادہ حضرت سید ذکی میاں نقشبندی دام ظلہ نے راقم کو بتایا کہ: ہمارے یہاں صدیوں سے محافل میلاد النبی ﷺ سجتی رہی ہیں، جس میں سلام با قیام ہوتا ہے۔ فی زمانہ ہم اعلیٰ حضرت کا سلام ''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' بہت اہتمام سے پڑھتے ہیں، تمام سلاسل کے مشائخ نے رسول اللہ ﷺ کے میلادِ پاک کا انعقاد کیا، محافل منعقد کیں، محافل میلاد تمام بلادِ اسلامیہ میں آراستہ کی جاتی ہیں۔

راقم نے مدینہ منورہ و بغداد مقدس میں ایسی محافل میلاد میں شرکت کی سعادت حاصل کی ہے، آج بھی ساری دُنیا میں محفلیں سجتی ہیں، عرب میں بھی، عجم میں بھی، شرق و غرب میں بھی، جہاں رحمتوں برکتوں کا ظہور ہوتا ہے، ایمان کو تازگی و حرارت ملتی ہے، محبتوں کی سوغات تقسیم ہوتی ہے، غریبوں کی دادرسی ہوتی ہے۔

حوالہ جات

[۱] شاہ احمد سعید مجددی: اثبات المولد والقیام، لاہور ۱۹۸۳ء، ص ۲۴

[۲] اثبات المولد والقیام، مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۹۸۰ء، ص ۲۱

[۳] مرجع سابق، ص ۲۳۔ ۲۴

[۴] مرجع سابق، ص ۲۴

[۵] مرجع سابق، ص ۳۳

[۶] تحفۂ زواریہ، مرتب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، مترجم محمد ظہیر الدین بھٹی، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز کراچی ۲۰۱۱ء، ص ۱۳۴، ص ۱۶۵

[۷] مقاماتِ خیر ۱۳۹۲ھ، شاہ ابوالحسن زید فاروقی، شاہ ابوالخیر اکاڈمی دہلی ۱۹۸۹ء، ص ۲۸۳

[۸] مرجع سابق، ص ۳۱۰۔۳۱۱؛ ملخصاً

[۹] مرجع سابق، ص ۳۴۴

[۱۰] تاریخ الدولۃ المکیۃ، عبدالحق انصاری، بہاء الدین زکریا لائبریری چکوال ۲۰۰۶ء، ص ۴۷

□□□

ص ۱۹ / کا بقیہ..

پاتے ہی سارے گھروں کو اپنے حصار میں لے لیا اور پورے گاؤں پر دھاوا بول دیا، ہر سمت آہ و بکا، چیخ و پکار کی فلک شگاف صدائیں گونج رہی تھیں مگر اس کے قبیح ہونٹوں پر اب بھی پرفریب مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

سچ تو یہ ہے کہ اس کا ظلم و ستم اس قدر اپنی حدود سے متجاوز ہو چکا تھا کہ ادھر گاؤں والوں کے دلوں پر آرے چل رہے تھے اور اُدھر اس کی فلک بوس عمارت کھنڈرات میں تبدیل ہو رہی تھی اور وہ۔

ایک درد کا پہاڑ بنا مبہوت کھڑا تھا اور ان کے دل سوز مناظر کو دیکھنے کی اپنے اندر طاقتیں فراہم کر رہا تھا، جب پانی سر سے اونچا ہو جاتا اور ظلم بے حد بڑھ جاتا ہے تو پھر عذابِ الٰہی آن پڑتا ہے، ہوا بھی یوں کہ آسمان کا منہ کھل گیا، بادلوں نے سیاہ چادریں تان لیں اور بجلیاں بڑے آب و تاب کے ساتھ گرجنے اور چمکنے لگیں، اسی اثنا میں جب وہ سیاہ فام اپنی عالی شان عمارت کا جنازہ دیکھ ہی رہا تھا کہ ناگہاں ایک زوردار بجلی کوندی اور سیدھے اس پر اس طرح گری کہ آن کی آن میں وہ جل کر خاکستر ہو گیا، گاؤں والے اس کے اور اس کی عمارت کے بھیانک انجام کو دیکھ کر حیرت و عبرت کے سمندر میں ڈوبتے چلے گئے اور ان کی زبان سے یہی الفاظ جاری تھے کہ ظلم جب حد سے گزرتا ہے تو مرجاتا ہے۔

□□□

قارئین کرام توجہ فرمائیں

ادارہ ہر ماہ پابندی کے ساتھ آپ کو رسالہ بھیجتا ہے مگر ڈاک کی لاپرواہی کی وجہ سے کچھ لوگوں کو رسالہ نہیں پہنچ پاتا، ایسے ممبران سے التماس ہے کہ ہمیں فون کر کے مطلع فرمائیں تاکہ محکمۂ ڈاک میں شکایت کر کے رسالہ پہنچایا جاسکے۔

(از: مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی*)

گھر میں پہلوان نہیں مہربان بن کر رہیں

حضور سید عالم ﷺ جب لوگوں سے ملاقات کرتے تو چہرے پر مسکراہٹ ہوتی...... جس کی وجہ سے ہر ملنے والا آپ کے اخلاق کریمہ کا گرویدہ ہو جاتا..... آپ نے امت کو بھی بار بار مسکرانے کی تعلیم دی... یہاں تک کہ مسکرانے کو کار ثواب بنا دیا........ آپ کا فرمان ہے:

''تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ۔ یعنی اپنے بھائی کے سامنے تمہارا مسکرانا تمہارے لیے صدقہ ہے۔''

(ترمذی، رقم الحدیث 1956)

سیرت طیبہ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ لوگوں سے ملاقات پر انتہائی خوش مزاجی اور اعلی اخلاقی قدروں سے پیش آتے تھے...... آپ کا اخلاق کریمہ ہی تھا، جس نے پتھر دلوں کو موم بنا دیا تھا... چہرے پر موجود تبسم کی دل آویزیاں ہی تھیں کہ مردان عرب اپنے دل ہار بیٹھے تھے..... سرکار ابد قرار ﷺ جس سے ملتے وہ آپ کی مسکراہٹ پر فدا ہو جاتا..... مگر سرکار کی یہ مسکراہٹ مصنوعی یا بناوٹی نہیں تھی... بلکہ یہ آپ کے مزاج کا لازمہ تھی........ ہر جگہ، ہر محفل میں آپ پیکر اخلاق نظر آتے....... ایسا نہیں تھا کہ آپ گھر سے باہر مسکراتے اور گھر والوں سے ترش روئی سے پیش آتے...... جس طرح باہر والوں کے لئے سراپا اخلاق تھے، ویسے ہی اہل خانہ کے لئے سراپا مہربان تھے! اس زمانے میں کتنے ہی لوگ چہروں پر مسکراہٹ کا غازہ مل کر گھومتے ہیں.......... لوگ ان کی خوش اخلاقی کے قصیدے پڑھتے ہیں.......... لیکن جیسے ہی گھر میں قدم رکھتے ہیں..... مسکراہٹ کو اس طرح پی جاتے ہیں جس طرح جون کی پیاسی زمین ساون کے قطروں کو پی جاتی ہے.... گھر میں داخل ہوتے ہی باہری مہربان، داخلی پہلوان بن جاتے ہیں.... مجال ہے کہ جو بیوی بچوں سے ہنس کر بات کر لیں، حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں:

''خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي۔ یعنی تم میں بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہترین ہے اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سے بہتر ہوں۔''

(سنن ترمذی رقم الحدیث 3830)

کتنی ہی ایسی بیویاں ہیں جو لوگوں سے اپنے شوہر کی خوش مزاجی، خوش طبعی اور ہنس مکھ ہونے کا چرچا سنتی ہیں.... لیکن وہی شوہر جب گھر میں آتا ہے تو اس پر بد اخلاقی، تند خوئی، کنجوسی اور سخت مزاجی کا خول چڑھا ہوتا ہے........ بات بات پر غصہ کرتا ہے... معمولی باتوں پر آنکھیں لال پیلی کرتا ہے.... بچوں کے ہنسنے پر چیختا چلاتا ہے....... گھریلو ضرورتوں پر بخیلی دکھاتا ہے، حضرت اسود بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے بتایا رسول اللہ ﷺ گھر والوں کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے تھے، پھر جب نماز کا وقت ہوتا آپ وضو کرتے اور نماز کے لئے نکل جاتے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث 676)

دنیا میں ایسے کتنے لوگوں کے بارے میں ہم سنتے ہیں کہ وہ بڑے بااخلاق اور نہایت سخی ہیں...... لیکن جن والدین، بھائی بہن، بیوی بچوں کا ان پر سب زیادہ حق ہے وہ ان سے نہایت ترش روئی کا رویہ اپناتے ہیں.... زمانے سے ہنس ہنس کر ملتے ہیں مگر اپنوں سے ملنے سے بچتے ہیں.... رسماً ملتے بھی ہیں تو اس قدر سرد مہری دکھاتے ہیں کہ سامنے والا آئندہ نہ ملنے کی دعائیں کرتا ہے، دوستو!! ہنسنا مسکرانا اخلاق مند ہونے کی نشانی ہے.. لیکن مسکراہٹ کو اپنے مطلب کے لئے استعمال بقیہ ص ۹ ر پر

* مضمون نگار ماہنامہ سواد اعظم دہلی کے چیف ایڈیٹر ہیں۔

از: مولانا سید اولاد رسول قدسی*

درد کا پہاڑ

گاؤں کے وسط میں ایک فلک بوس عمارت سر اٹھائے کھڑی تھی، ایسا لگتا تھا جیسے یہ کوئی عمارت نہ ہو بلکہ پورے گاؤں کا ایک تہلکہ ماڈرن حفاظتی دستہ ہو، اسی عمارت میں سکونت پذیر تھا ایک لما تڑنگا سیاہ فام بڑی بڑی مونچھ والا انسان، اس کی بھنوئیں تنی ہوئی اور آنکھیں بڑی ڈراونی تھیں، گویا اس کے جسم کی ساخت ہی ایسی تھی جسے دیکھتے ہی دلوں میں رعب و دبدبہ کے سانپ رینگتے محسوس ہوتے اور خوف و ہراس کا ایک سماں بندھ جاتا۔

اس کے پاس دولت کی بے پناہ فروانی تھی، اس کا مقدر ایک ایسا کھلا ہوا آسمان تھا جہاں ہر سمت مال واسباب کے ستارے مسکراتے نظر آرہے تھے، مگر اس نے اپنی بے بہا دولت کا غلط مفہوم سمجھ رکھا تھا، نتیجتاً اس کا سینہ کبر ونخوت سے اکڑا رہتا، اس کا طریقہ کار دن بدن حقارت آمیز ہوتا جارہا تھا اور اس کے کردار و گفتار سے ظلم واستبداد کی راحت شکن بو اٹھ رہی تھی جس نے پورے گاؤں والوں کا سکون درہم برہم کر رکھا تھا۔

ہر روز عمارت میں نئے نئے زاویوں سے عیش وعشرت کی محفلیں سجتیں اور وہ بے انتہا کیف وطرب کے اتھاہ ساگر میں غرق ہوجاتا، اسے اتنی فرصت ہی کہاں تھی کہ وہ ستم زدہ پڑوسیوں کے حالات معلوم کرتا اور ان کی کیفیات کا جائزہ لیتا، بجائے خلوص ومحبت کے روز روز وہ جور وجفا کا ایک نیا ریکارڈ قائم کرتا چلا رہا تھا، یہ وہ سفاک انسان تھا جس نے نہ جانے کتنے گھروں کی پھولتی پھلتی کلیوں کو بڑی بے دردی کے ساتھ مسل چکا تھا اور کتنے شاد وآباد خاندانوں کو تباہی و بربادی کے غار تک پہنچا دیا تھا، نہ اسے بچوں کی بلبلاہٹ تڑپاتی اور نہ بیواؤں کی آہ وزاری، وہ اپنی ہی دھن میں مست وسرشار تھا، گویا وہ اپنے احساس کے ناپاک خون سے بربریت کی ہولی کھیل رہا تھا، لوگ اس کے اطوار وکردار سے بے حد جلے ہوئے تھے، مگر ان پر سراسیمگی کی ایسی کیفیت مسلط تھی کہ زبان گنگ ہو کر رہ گئی تھی۔ یہ محض کوئی اتفاقیہ حادثہ نہیں تھا کہ آیا، گیا اور لوگ بھول بھلیوں میں کھو جاتے، یہاں تو روز ایسی پُرتشدد وارداتیں رونما ہوتیں جن کی تاب وبالِ جاں گزر رہی تھی۔ جب لوگوں کی صبر آزما طبیعتوں پر لالے پڑ گئے تو ایک رات۔

ان لوگوں نے ایک خفیہ طور پر اجتماعی نشست بلائی، یہ ایک ایسی نشست تھی جسے دیگر نشستوں کی بہ نسبت ممتاز مقام حاصل تھا گاؤں سے بوڑھے، بچے اور جوان خاصی تعداد میں درد وغم کی روداد لے کر امڈتے ہوئے سیلاب کی طرح جمع ہونے لگے، ایک ایک فرد خون کے آنسو روتا ہوا المناک واردات کے اوراق الٹ رہا تھا اور سامعین کرب وستم کا مجسمہ بنتے جارہے تھے، لوگوں کی کیفیت ناقابل دید تھی اور ان کے قلب وجگر کی پر سوز رقتوں کو دیکھ کر آسمان کالے بادلوں کے شامیانوں میں اپنا نکھرا ہوا چہرہ ڈھانپ کر سسکیاں بھر رہا تھا، جب میٹنگ اختتام پذیر ہو رہی تھی ٹھیک اس وقت موسلا دھار ایسی بارش شروع ہوئی جسے دیکھ کر ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے یہ آسمان ان کے درد وکرب کی تاب نہ لا کر چیخ چیخ کر رو رہا ہے اور اپنے آنسوؤں کے متواتر قطروں سے اس عمارت کو جھنجھوڑ رہا ہے جہاں وہ کالا انسان اپنے سیاہ کردار کی نس نس میں انمٹ بدنما داغ لیے خراٹے بھر رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ یہ آنسو اس کی آسائشوں کے سارے شیرازے بکھیر کر ہی دَم لیں گے۔

صبح کا سپیدہ کیا نمودار ہوا ایک سیلِ بلا چل پڑا، ظالم نے اپنے خلاف کل رات کی نشست کی اطلاع بقیہ ص ۱۶ / پر

*مضمون نگار نیویارک امریکہ میں مقیم اہل سنت کے معروف قلم کار ہیں۔

از: مفتی جمیل احمد قادری *

تم بھی فوجی ہو

ملک کا شہری تو سب ہوتے ہیں، مگر قانون سب کے لئے یکساں نہیں ہوتا، عام شہریوں کو آزادی ہوتی ہے، وہ چاہے جو لباس پہنیں، جیسا پہنیں، کھانے کے اوقات، زندگی گزارنے کا طریقہ، وہ خود طے کرتے ہیں، سونا اٹھنا ان کی مرضی پر ہے، کوئی روک ٹوک نہیں پڑھنا لکھنا ان کی مرضی پر ہے، جو پڑھیں، جتنا پڑھیں یا ایک دم نہ پڑھیں، ان پر کوئی جبر نہیں ہاں دور حاضر میں تعلیم پر جو زور دیا جارہا ہے وہ ترغیباً ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی پڑھنا لکھنا نہیں جانتا، تو مجرم ہے، سزا کے قابل ہے

لیکن ایک فوجی عام شہری جیسا آزاد نہیں ہوتا، اس کا لباس الگ کھانے پینے کے اوقات الگ سونے اٹھنے کے لیے اپنی مرضی کا مالک نہیں ہوتا کہ جب چاہا، سو گیا جب چاہا، اٹھ کر گھومنے پھرنے لگا۔

فوجیوں کی زبان تو ملکی ہوتی ہے، مگر آداب وضابطے کے پابند ہوتے ہیں، کس سے کیسے بات کرنا ہے، انہیں بتایا گیا ہوتا ہے وہ ہر ایک سے مل نہیں سکتے، بلا اجازت کہیں آجا نہیں سکتے ان کی چھٹیاں محدود ان کی خوشیاں محدود! ۲۴ رگھنٹے اپنے مقصد اور فرائض کے لئے ہمہ تن آمادہ رات کے ۲ ربجے بھی انھیں جگایا جائے تو اٹھنا پڑتا ہے، جنگل میں یا پہاڑ پر جہاں بھیجا جائے، جانا پڑتا ہے۔

اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود کوئی فوجی احساس کمتری کا شکار نہیں ہوتا بلکہ اپنے آپ میں فخر محسوس کرتا ہے کہ ہم عام لوگوں جیسے نہیں، ہمارا ایک رتبہ ہے، ہماری ایک شان ہے۔

ٹھیک اسی طرح مدارس کے طلبہ اور علما ایک مذہبی فوجی ہوتے ہیں، ان کا لباس الگ عادات واطوار الگ کھانے پینے اور چلنے پھرنے میں یہ بھی قانون (اسلام) کے پابند ہوتے ہیں، سونے اٹھنے کے اوقات ان کے بھی متعین ہیں، عشا سے پہلے سو نہیں سکتے، نماز فجر سے پہلے اٹھنا لازم ہے، تمام شہریوں کی طرح ہر جگہ جا نہیں سکتے وہیں جائیں گے، جہاں شریعت اجازت دیتی ہے، فوجیوں کی طرح ان کے کھانے بھی گنے چنے ہوتے ہیں، ہر چیز نہیں کھا سکتے ہر پینے کی چیز نہیں پی سکتے، فوجیوں کی طرح یہ بھی ہر قسم کی خوشی نہیں منا سکتے، جو ان کا دین کہے گا، وہی خوشی منانا ہے۔

دیش کو جب دشمنوں سے کوئی خطرہ لاحق ہوتا ہے تو حکومت شہریوں کو نہیں چھیڑتی، بلکہ فوجیوں کو سامنے لاتی ہے ٹھیک اسی طرح دین ومذہب کو جب کسی فتنے کا سامنا ہوتا ہے تو عوام علما کو ڈھونڈتے ہیں اور انہیں آگے بڑھاتے ہیں۔

فوجی جب ملک وقانون کی حفاظت کرتے کرتے مرتا ہے تو اسے شہید کا درجہ دیا جاتا ہے، اسے احترام واعزاز کے ساتھ دفنایا جاتا ہے، علما جب اس دنیا سے جاتے ہیں تو ان کی بھی ایک الگ شان ہوتی ہے۔

اتنی یکسانیت کے باوجود ایک چیز محسوس کرتا ہوں کہ کوئی فوجی اپنے لباس کو برا نہیں سمجھتا، تراش خراش کے ذریعہ اس مخصوص وردی کا حلیہ نہیں بگاڑتا تو پھر مذہبی فوجی خصوصاً مدارس کے طلبہ، خود کو کمتر کیوں سمجھتے ہیں؟

اپنے مخصوص اسلامی وردی کا حلیہ کیوں بدلتے رہتے ہیں؟ جب فوجی اپنے آپ کو کبھی چھپاتا نہیں، تو دینی فوجی اپنی اصلیت کو کیوں چھپانے کی کوشش کرتے ہیں؟ کبھی ٹوپی اتار کر کبھی پاجامہ کی جگہ پینٹ یا جنس پہن کر کبھی مقدس داڑھی کاٹ کر کبھی اپنی ذمہ داریوں سے بھاگ کر!

میں تو کہتا ہوں کہ آپ خوش نصیب ہیں، جس طرح ایک

* مضمون نگار جامع رضا پٹنہ کے بانی وسرپرست ہیں۔

فوجی ہزار شہریوں میں سے چن کر ایک بنتا ہے، اسی طرح ہمارے مذہبی فوجی بھی ہزاروں میں ایک ہوتے ہیں۔

ملک کا فوجی، ملک کے افسران چنتے ہیں اور دین کا فوجی خدائے پاک چنتا ہے، آپ نے حدیث پڑھی ہوگی ’’من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین۔ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اسے دین کا فقیہ بناتا ہے‘‘ یعنی علمائے دین خود نہیں بنتے بلکہ اللہ انہیں بناتا ہے، اس لحاظ سے دینی علما زیادہ خوش نصیب ہیں کہ ان کا انتخاب ان کے رب نے فرمایا ہے، احساس کمتری اپنے اندر آنے نہ دیں، خود کو برتر و اعلیٰ سمجھیں۔

فوجیوں کو حکومت نے دیش کی حفاظت کے لئے ہتھیار دیئے ہیں تو علما کو ان کے رب نے قلم اور زبان دیا ہے علما کی طاقت ان کی علمی استعداد ہے، فوجی جسمانی مشقت کے ذریعہ خود کو طاقتور بنائے رکھتا ہے، علما مطالعہ کتب اور دینی معلومات سے خود کو پختہ بنائیں فوجیوں کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے، کچھ سالوں بعد وہ عام انسانوں کی صف میں آجاتے ہیں جبکہ علما کو ان کے رب نے ہمیشہ کے لئے بنایا ہے، فوجی ریٹائرڈ ہوتا ہے علمائے دین کبھی ریٹائرڈ نہیں ہوتے مرتے دم تک، بلکہ قبر و حشر میں بھی ان کی اعزازی شان ہوتی ہے۔

□□□

ص ۲۴ر کا بقیہ........

شریف، ۲۰ر صفر کو شہدائے کربلا کا چہلم شریف، ۲۲ر کو شاہ مینا لکھنوی، ۲۳ر صفر کو امام باقر، ۲۴ر کو حضرت شمس الدین سیالوی، ۲۵ر کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی، ۲۶ر کو علامہ عینی، ۲۸ر کو امام حسن (شہادت) ۲۹ر کو پیر مہر علی گولڑوی اور ۳۰ر صفر المظفر کو امام حاکم نیشاپوری وصال فرمائے، (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) جن میں سے اکثر کی درباریں میں ان کے اعراس کے وقت ارادت مندوں کا ہجوم رہتا ہے اور ان کے اعراس ان کے محبین کے لیے عید جیسے ہوتے ہیں، بانی سلسلۂ رشیدیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

’’پیر کا عرس مرید کی عید ہے۔‘‘

گویا ان بزرگان دین کی اس مہینہ میں وفات نے اس منحوس (بزعم بعضے) ماہ کو مسعود بنا دیا ہے۔ ؎

بجھی شفق تو ستاروں نے ضیا پائی
کسی کی موت کسی کی حیات بنتی ہے

□□□

ص ۲۹ر کا بقیہ........

اتر جاتا ہے تو ہلاک کر کے ہی دم لیتا ہے اور بچیوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کریں، تا کہ وہ حرام و حلال میں تمیز کر سکیں اور والدین کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جب بچیاں شادی کے قابل ہو جائیں تو انھیں زیادہ دنوں تک گھر نہ بٹھائے رکھیں بلکہ مناسب رشتہ تلاش کر جلد از جلد ان کی شادی کر دیں اور رشتہ اگر اجنبی لڑکے کے ساتھ طے ہو رہا ہے؛ تو اس کی آئی. ڈی. دیکھ کر یہ اطمینان کر لیں کہ اس کا دین اور مذہب اسلام ہے یا نہیں؟ تا کہ وہ کسی بھی طرح کے فریب سے محفوظ رہیں۔ □□□

ص ۵۶ر کا بقیہ........

دن کی ہے تو یہ دن حیض کے ہوں گے پیریڈ کے شمار کئے جائیں گے باقی دن استحاضہ کے ہوں گے وہ دن گزر جائیں تو وہ نہا کر پاک ہو کر نمازیں پڑھ سکتی ہیں اور وہ معذور کے حکم میں ہیں لہٰذا اگر ان دنوں کے گزرنے کے بعد مثلاً بیس دن میں یا ان کی عادت کے علاوہ جو دن ہیں ان دنوں میں ہر وقت قطرہ خون کا آتا رہتا ہے اور کوئی نماز کا وقت ایسا خالی نہیں گزرتا جس میں خون کا قطرہ نہ آتا ہو وہ معذور کے حکم میں ہیں اور معذور کا حکم یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے لئے جب اس کا وقت آجائے وہ وضو کرے گا اور اُس وقت میں وہ فرض پڑھے گا اور اگر اس پر کچھ قضا ہے وہ پڑھے گا اور نوافل وغیرہ وہ پڑھ سکتا ہے اور اس کے بعد جب نماز کا وقت گزر گیا اُس کا وضو ٹوٹ گیا اب جب دوسری نماز کا وقت آئے گا تو پھر وضو کرے گا اور آپ کی اہلیہ پر یا جس پر اس قسم کا عذر لاحق ہوا اس پر یہ واجب ہے کہ دواؤں کے ذریعے سے یا اور طریقوں سے تقلیل عذر کی کوشش کرے۔

.........جاری □□□

(از: مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی*

کیا ایمان سے بڑھ کر "ادب" ہے؟

نقد و نظر

پچھلے دنوں ایک معروف خانقاہی شیخ کی ایک ویڈیو نگاہ سے گزری جس میں موصوف خانقاہ و مدرسے کے مابین غیر ضروری تقابل کرتے ہوئے یوں فرماتے نظر آئے:

"مدرسہ سے پوچھا جائے کہ ارکان اسلام کتنے ہیں تو جواب ملے گا پانچ، لیکن خانقاہ سے پوچھا جائے تو جواب ملے گا چھ، مدرسے کی ترتیب میں سب سے پہلے توحید ہے اس کے بعد نماز روزہ حج اور زکواۃ ہے۔ لیکن خانقاہی ترتیب میں سب سے پہلے ادب ہے پھر توحید اور دیگر اعمال ہیں۔"

پیر صاحب کی گفتگو سے انکشاف ہوا کہ ارکان اسلام پانچ نہیں چھ ہیں، جس میں سب سے اہم رکن ادب ہے، جو نہ صرف ایمان سے الگ ہے بلکہ ایمان سے پہلے بھی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اہل مدارس ارکان اسلام کی تعداد پانچ کیوں بتاتے ہیں، کیا انہیں ارکان اسلام طے کرنے کا حق حاصل ہے، کہ وہ جتنی چاہیں تعداد بیان کر دیں؟ لیکن یہ بات آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ ارکان اسلام کی تعداد کسی مولوی یا مدرسے کی نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ ہے، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"قَالَ النّبِي ﷺ :بُنِيَ الإِسلَامُ عَلٰى خَمسٍ :شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: یہ گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ ادا کرنا اور بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔"

(بخاری شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث 8)

اس حدیث پاک سے ثابت ہوجاتا ہے کہ پیغمبر اسلام نے ہی ارکان اسلام کی تعداد پانچ بتائی ہے، اب اہل مدرسہ پر اعتراض کا کوئی محل نہیں رہ جاتا کہ وہ تو نبی اکرم ﷺ کا ہی فرمان نقل کرتے ہیں، اگر کسی کو اس تعداد پر اعتراض ہے تو وہ اعتراض مدرسے پر نہیں بلکہ سیدھا حدیث رسول پر پڑتا ہے، بات صرف یہیں نہیں رکتی بلکہ یہاں دو سوال اور بھی اٹھتے ہیں:

1 کیا کسی فرد کو حدیث رسول پر اضافہ کرنے کا حق حاصل ہے؟

2 کیا ادب کا مقام توحید و رسالت سے بڑا ہے؟

چند اہم نکات بھی ذہن میں رکھیں جو معاملہ سمجھنے میں معاون ثابت ہوں گے:

- ارکان اسلام میں پہلے نمبر پر عقیدہ توحید و رسالت ہے، بقیہ چار ارکان نماز، روزہ، حج اور زکواۃ کا تعلق اعمال سے ہے، عقیدہ توحید و رسالت بیج اور درخت کی مانند ہے جس پر قائم رہنا ہمیشہ لازم و ضروری ہے، اگر کسی مسلمان کو توحید و رسالت کے بعد بقیہ ارکان اربعہ میں کسی پر بھی عمل کا موقع نہیں ملا تب بھی وہ مومن مانا جائے گا۔
- عقیدہ توحید و رسالت کی اہمیت اس سے بھی واضح ہے کہ اگر کوئی صاحب ایمان، نماز روزے وغیرہ سے دور ہو تب بھی وہ گنہگار تو ہوگا لیکن رہے گا مومن ہی، اس کی عملی کمزوریاں قابل مغفرت ہیں، رب کی رحمت، شفاعت رسول یا سزا کے بعد وہ بخشش کا حقدار ہوگا۔
- کوئی شخص عقیدہ توحید قبول نہ کرے بھلے ہی ادب و تہذیب اور احترام و اکرام کا پیکر ہو مگر وہ مسلمان نہیں ہوسکتا، قبر کی زندگی اخروی زندگی کا پہلا زینہ ہے، قبر میں انسان سے جو سوالات کئے

* مضمون نگار ماہنامہ سواد اعظم دہلی کے چیف ایڈیٹر ہیں۔

جاتے ہیں وہ عقائد سے ہی متعلق ہیں، تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے؟ تمہارے نبی کون ہیں؟ اگر کوئی عمل عقیدہ توحید سے بڑھ کر ہوتا تو سوالات قبر میں ضرور شامل ہوتا۔

نبی اکرم کا طریقہ تبلیغ

حضور پرنور ﷺ جب بھی دعوت دین پیش کرتے تو اس طرح فرماتے:

"یا أیها الناس قولوا: لا إله إلا الله تفلحوا۔ یعنی اے لوگو! کہہ دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تا کہ تم فلاح پاؤ۔" (أخرجه الإمام أحمد فی مسنده 15448)

آپ ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کیا تو ارشاد فرمایا:

"إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَلْيَكُن أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُم إِلَيه شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وفي رواية: إِلَى أَنْ يُوَحِّدُوا اللَّهَ۔ یعنی تم اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس جا رہے ہو، تم انہیں سب سے پہلے اس بات کی دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، دوسری روایت میں ہے کہ تم انہیں سب سے پہلے اس بات کی دعوت دینا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرلیں۔"

(بخاری شریف، رقم الحدیث 1496)

یعنی آپ ﷺ سب سے پہلے دعوت توحید پیش فرماتے اور صحابہ کو بھی اسی منہج و طریقے کی تلقین فرماتے، اگر توحید سے پہلے کوئی اور رکن ہوتا تو حضور ضرور بالضرور توحید سے پہلے اسی کی دعوت دیتے۔

ادب اور توحید ایک جائزہ

ادب کی تعریف میں کئی اقوال ملتے ہیں مختصراً اتنا سمجھ لیں، حسین لہجے، خوب صورت پیرایہ میں بات کرنے، متانت و سنجیدگی، عزت و احترام، اخلاق و تہذیب، عجز و انکساری اور شرم و حیا وغیرہ کو ادب میں شمار کیا جاتا ہے، یعنی بہر حال ادب کا تعلق انسانی اعمال سے ہے عقیدے سے نہیں۔

دوسری جانب توحید و رسالت دنیا کی سب سے بڑی اچھائی اور کمال کا نام ہے، اس سے بڑھ کر کوئی کمال نہیں حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی بیان کرتے ہیں:

"قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، قُلْ لِي فِي الإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا غَيْرَكَ، قَالَ: "قُلْ: آمَنْتُ بِاللهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ۔ یعنی یارسول اللہ مجھے اسلام کے متعلق کوئی ایسی بات بتا دیں کہ میں آپ کے بعد کسی سے نہ پوچھوں، آپ نے فرمایا کہ یوں کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور اس پر قائم رہو۔" (صحیح مسلم کتاب الایمان 1/65 رقم الحدیث 38)

الفاظ حدیث پر غور فرمائیں کہ حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی وہ بات جاننا چاہتے ہیں جو سب سے افضل ہو، جواب میں حضور ﷺ انہیں توحید کے اقرار اور اس پر قائم رہنے کی تلقین فرماتے ہیں، اگر ادب عقیدہ توحید سے بڑھ کر ہوتا تو نبی رحمت ﷺ توحید و رسالت کی بجائے ادب کی تلقین فرماتے۔

یہاں یہ نکتہ بھی ذہن نشیں رکھیں کہ اگر کوئی غیر مسلم مسلمان ہونا چاہے تو حکم یہ ہے اسے پہلی فرصت میں توحید و رسالت کا اقرار کرایا جائے، قبول اسلام کرانے میں ذرا سی تاخیر بھی جائز نہیں، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں:

" جو کافر تلقین اسلام چاہے اسے تلقین فرض ہے اور اس میں دیر لگانا اشد کبیرہ بلکہ اس میں تاخیر کو علما نے کفر لکھا۔"

(فتاویٰ رضویہ، 21/172)

پیر صاحب کی مانی جائے قبول اسلام کو آنے والے کافر سے یہ کہا جائے گا پہلے ادب سیکھو اس کے بعد مسلمان بنایا جائے گا، اگر ادب سیکھنے دوران وہ مر جائے یا اس کا ارادہ بدل جائے تو اس کے کفر کی ذمہ داری کس پر عائد ہوگی؟

صحیح بات یہ ہے کہ پیر صاحب جوش غضب میں نہایت کمزور بات کہہ گئے جس کی زد سیدھے فرمان رسول پر پڑتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ ادب عقیدہ توحید و رسالت کے بعد کا درجہ ہے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے:

"لِّتُؤْمِنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَ تُوَقِّرُوهُ وَ تُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّ أَصِيلًا۔ (سورۃ الفتح 9) تا کہ اے لوگو تم اللہ

اوراس کے رسول پر ایمان لاؤاور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔"

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ۔ یعنی اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے۔" (سورۃ الحجرات 2)

ان آیات میں توحید ورسالت کے بعد ہی تعظیم وتوقیر رسول ﷺ کا حکم دیا گیا، تعظیم وتکریم ادب کا ہی نام ہے جیسا کہ صدرالافاضل فرماتے ہیں:

"یعنی جب حضور کی بارگاہ میں کچھ عرض کرو تو آہستہ پست آواز سے عرض کرو، یہی در بار رسالت کا ادب واحترام ہے۔"

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

"الإيمان بضع وسبعون شعبة، فأفضلها: قول لا إله إلا الله، وأدناها: إماطة الأذى عن الطريق، و الحياء شعبة من الإيمان۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان کی ستر سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں جن میں سب سے افضل لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللہ (یعنی وحدانیت الٰہی) کا اقرار کرنا ہے اور ان میں سب سے نچلا درجہ کسی تکلیف دہ چیز کا راستے سے ہٹا دینا ہے۔ اور حیا بھی ایمان کی ایک (اہم) شاخ ہے۔" (بخاری شریف، کتاب الإیمان)

درج بالا حدیث میں حیا (ادب) کو ایمان کی شاخ قرار دیا گیا ہے یعنی ادب خود ایمان کی شاخ ہے، شاخ کتنی ہی اچھی اور بڑی ہو جائے مگر اپنی جڑ اور اصل سے کبھی نہیں بڑھ سکتی اور نہ اس سے پہلے ہو سکتی ہے۔

ادب کو توحید سے پہلے ماننا ایسا ہی ہے جیسے شاخ کو درخت اور اولاد کو باپ سے پہلے مانا جائے جو ناممکن ہے، اصل چیز یہ ہے کہ ادب اہل ایمان کا زیور اور مشرب ہے، یعنی اصل ادب ملتا ہی ایمان کے بعد ہے، ایمان سے پہلے جو بھی ادب ہے وہ بس نمائشی اور کاغذی ہے، عقیدہ توحید ورسالت کو چھوڑ کوئی ادیب منشی پریم چند اور شیکسپیئر تو ہو سکتا ہے لیکن مخدوم سمناں اور امیر خسرو نہیں ہو سکتا۔

□□□

تقدونظر

از: مولانا انصار احمد مصباحی*

صفر کا مہینہ! منحوس یا مسعود؟

صفر کے آخری بدھ کی حقیقت اور اس ماہ میں ہونے والے اعراس

صفر المظفر سنہ ہجری کا دوسرا بابرکت مہینہ ہے، محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں، ابن کثیر نے اپنی کتاب البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے:

"عرب کے نزدیک "صفر" پیٹ کے اندر کے سانپ کے ہیں، جو انسان کو بھوک کی حالت میں ڈستا رہتا ہے اور "کرمانی شرح بخاری" میں ہے کہ یہ (صفر نام کی بیماری) خارش (کھجلی) سے بھی زیادہ متعدی بیماری ہے۔"

(ماثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ)

امام بخاری فرماتے ہیں:

"هو داءٌ يأخُذُ البطن۔ صفر وہ بیماری ہے جو پیٹ میں پیدا ہوتی ہے۔" (بخاری: 5717)

ماہ صفر کے تعلق سے پھیلی ہوئیں منحوس روایات و توہمات آج کی پیداوار نہیں ہیں؛ بلکہ اس کا تعلق زمانہ جاہلیت ہی سے ہے، دور جاہلیت میں لوگ اس مہینے کو منحوس سمجھتے اور صفر میں شادی بیاہ، لین دین، تجارتی سفر اور کسی بھی طرح کا مہتم بالشان کام کرنے سے گریز کرتے تھے، امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ مشارق الانوار میں لکھتے ہیں:

"اہل عرب زمانہ جاہلیت میں ماہ صفر کو بڑھا کر ماہ محرم کو بھی اس میں شامل کر لیتے تھے یا ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ لوگ محرم کا مہینہ ساٹھ دن کا کر کے بیچ سے صفر کو حذف کر دیتے ہوں جیسا کہ احادیث کی شروحات میں لکھا ہے یا پھر دو مہینے ملا کر تیس دن کر دیتے ہوں، اس معنیٰ کی ایک حدیث طبرانی میں آئی ہے کہ دو مہینے کبھی تیس دن کے نہیں ہو سکتے۔"

یہ تو بنی نوع آدم پر پیغمبر اعظم مصطفیٰ کریم ﷺ کا احسان عظیم ہے کہ آپ نے دنیا سے ساری غیر انسانی اور غیر اخلاقی برائیوں کا قلع قمع کیا، اس مہینے کی توہمات کو ختم کر کے یہ تعلیم دی کہ ہر دن، ہر مہینہ اور سال اللہ کا ہے، کوئی دن یا مہینہ منحوس نہیں ہوتا، آپ ﷺ نے اس منحوس سمجھے جانے والے صفر کو "مظفر" کا حسین ترین لبادہ پہنا دیا۔

نہایت افسوس کی بات ہے صریح احادیث موجود ہونے کے باوجود آج بھی کچھ حلقوں میں اس مہینے کو بالخصوص اس کے آخری بدھ کو منحوس سمجھا جاتا ہے، خطبات الناصحین نامی کتاب میں ایک لمبی حدیث مرقوم ہے، جس کا آخری حصہ ہے کہ حضرت جبرئیل امین نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ حضور! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے تمام بلائیں دس حصوں میں تقسیم کی ہے ان میں سے نو حصے صرف ماہ صفر میں نازل ہوتی ہیں۔" (ص 547)

اسی طرح یہ قول بھی حضرت شیخ فرید الدین عطار علیہ الرحمہ کی جانب منسوب کی جاتی ہے کہ ہر سال دو لاکھ اسی ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں اور صرف ماہ صفر میں تین لاکھ اسی ہزار بلائیں (ایضاً) لطف کی بات یہ ہے کہ مرزا غالب کے دور میں صفر کی نحوست اتنی مشہور تھی کہ غالب نے صفر کے آخری چہار شنبہ (بدھ) کے استعارے میں ایک مکمل کلام ہی لکھ ڈالا ہے، جس کا پہلا شعر ہے۔ ؎

ہے چہار شنبہ آخر ماہ صفر چلو
رکھ دیں چمن میں بھر کے مے مشک و بو کی ناند

ماضی قریب میں حضور بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی صاحب علیہ الرحمہ کے پاس ایک استفتا آیا، جس میں سائل نے پوچھا تھا:

"کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین؟ صفر کے آخری چہار

شنبہ کی کیا حقیقت ہے؟ کئی جگہ لوگ بڑے اہتمام سے وضو کرتے ہیں، پرانے برتنوں کو توڑ دیتے ہیں، نئے برتنوں میں کھانا پکا کر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نیاز کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسی دن حضور کو صحت حاصل ہوئی تھی اور کہتے ہیں کہ صفر کے آخری بدھ کو حضور اقدس کو مرض وصال شروع ہوا تھا۔" (فتاویٰ بحر العلوم 5/ص 266)

اس طرح کی تمام روایات موضوع، من گھڑت، خودساختہ اور نو پیدہ ہیں، جن کو حقیقت سے دور کا بھی رشتہ نہیں، مولانا تطہیر احمد رضوی بریلوی فتاویٰ رضویہ شریف کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"بعض جگہ کچھ لوگ اس دن (مذکورہ بالا) کو منحوس خیال کر کے برتنوں وغیرہ کو توڑتے ہیں یہ بھی فضول خرچی اور گناہ ہے، صفر کے مہینے کے آخری بدھ کی اسلام میں کوئی خصوصیت نہیں۔" (غلط فہمیاں اور ان کی اصلاح)

چند احادیث دیکھیے

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تعدّی (ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جانا) اور فَر کی کوئی حقیقت نہیں۔" (بخاری، 5717/مسلم، 5919)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شگون، تکلیف، ایذا اور چھوت کسی پر اثر انداز نہیں ہوتی نیز کوئی مہینہ کبھی ساٹھ دن کا نہیں ہوتا۔ (ما ثبت بالسنۃ بحوالہ طبرانی)

اس ماہ مبارک کے تعلق سے پھیلی واہمات کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ بظاہر صفر کے مہینہ میں کوئی خاص اسلامی تہوار نہیں ہے۔

عید مریداں

غور کیا جائے تو ماہ صفر ایک حیثیت سے دیگر کئی مہینوں سے ممتاز نظر آتا ہے، سال کے گیارہ مہینوں میں جتنے بزرگان دین کے اعراس منعقد ہوتے ہیں، کم وبیش اتنے ہی عرس تنہا ماہ صفر میں آتے ہیں، صحیح حدیث میں آیا ہے:

"عندَ ذکرِ الصالحینَ تنزّل الرّحمۃ۔ یعنی صالحین کے ذکر کی جگہ خدا کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔"

ظاہر ہے مردان خدا کے عرسوں میں ان کا ذکر خیر ہی ہوتا ہے، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"اعراس سے ارواح اولیا سے عشق ومحبت پیدا ہوتا ہے اور فنا فی الشیخ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے، اسی راز کے تحت اعراس مشائخ کی حفاظت کی جاتی ہے اور ان کے مزارت کی زیارت پر مداومت اور ان کے لیے فاتحہ خوانی ہوتی ہے۔" (تحفۂ محمدیہ، ص 24)

شاہ اسماعیل دہلوی (قتیل) نے بھی اپنی کتاب صراط مستقیم میں لکھا ہے:

"پس امور مروجہ یعنی اموات کے فاتحوں، عرسوں اور نذر و نیاز کی خوبی میں شک وشبہ نہیں۔" (صراط مستقیم، ص 76)

اعراس

آئیے اس ماہ میں ہونے والے عرسوں پر سرسری نظر ڈالتے ہیں، پہلی تاریخ کو مارہرہ مقدسہ میں عرس قاسمی شریعت مطہرہ کے دائرہ میں بڑے تزک واحتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے نیز دیوا شریف ضلع بارہ بنکی میں عرس وارث پاک منایا جاتا ہے۔

دوسری تاریخ کو محدث پیلی بھیتی، تین کو حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی، حضرت خواجہ دانا، سورت چار کو حضرت یعقوب چرخی، قطب الدین جونپوری، پانچ کو سیدتنا میمونہ، چھ کو شارح بخاری مفتی شریف الحق صاحب امجدی کے اعراس ہیں۔ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

اسی طرح ۷ر کو شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی، ۹ر کو امام موسیٰ کاظم، ۱۱ر کو مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا خان، ۱۲ر کو حضرت رقیہ، مجاہد آزادی حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی، جزیرہ انڈمان نکوبار، ۱۳ر کو حضرت امام نسائی، ۱۴ر کو حضرت مالک بن دینار، ۱۵ر کو سلطان المشائخ حضرت بایزید بسطامی، علامہ ارشد القادری (رضی اللہ عنہم) کے وصال کی تاریخیں ہیں۔

یوں ہی ماہ صفر کے نصف اخیر کی بات کریں تو ۱۶ر صفر کو عاشق رسول حضرت سید احمد کبیر رفاعی، ۱۸ر کو حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری لاہوری، ۱۹ر کو حضرت سید احمد، کالپی بقیہ ص ۲۰ ر پر

از: مولانا محمد شہر یار نظامی*

ہائے! یہ کیسی آزادی؟

احساسِ وطن

وطن کی فکر کر ناداں مصیبت آنے والی ہے
تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں
نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستاں والو
تمہاری داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں

نفرت وعصبیت، قتل وغارت، دل آزار بیانات، جور و ظلم اور کفر وارتداد کی آندھیوں کے بیچ، آج وطن عزیز یوم آزادی منا رہا ہے، دل مغموم ہے، قلب وجگر پارہ پارہ ہے پھر بھی لبوں پر جاری ہے" یوم آزادی مبارک"

جب ہم پر وقار اور روشن ماضی کو دیکھتے ہیں اور ہماری نگاہیں اسلاف کرام کی قربانیوں پر پڑتی ہیں تو ہماری روحیں تڑپ اٹھتی ہیں، رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور آنکھیں اشک بار ہوجاتی ہیں کہ جس وطن عزیز کی حریت کے باغ کو مسلمانوں نے خون جگر سے سینچا تھا، اس کی آزادی کی خاطر سمندروں کے تھپیڑوں میں کود پڑے تھے اور موجوں سے لڑتے ہوئے ساحل سمندر میں پہنچے تھے، بہت سی قربانیاں پیش کر کے جس کو آباد کیا اور پروان چڑھایا تھا، آج ان کی جدوجہد اور قربانیوں کو بھلا دیا جارہا ہے، وہ ملک جس کی آزادی کے لئے ہمارے بزرگوں نے پھانسی کے پھندے کو چوما، تختۂ دار پر لٹکے، کالے پانی کی سیر کی، آج ان کی قربانیوں کو تاریخ کے صفحات سے مٹانے کی مذموم کوشش کی جارہی ہے، وہ ملک جسے ہم نے اپنے خون سے امن وشانتی کا گہوارہ بنایا تھا، آج وہی ہمارے لیے مقتل کی شکل میں تیار کھڑا ہے، ہمیں یہاں سے دھکے مار کر نکالنے کی ناپاک کوششیں کی جارہی ہیں، ہماری قربانیوں اور ہماری حصے داریوں کا سرے سے ہی انکار کیا جارہا ہے اور دل برداشتہ زبان سے یہ کہنا پڑ رہا ہے۔ ؎

ہم نے ہی تو سینچا تھا کبھی خون سے گلشن
کیوں بادِ سحر آج خفا ہم سے ہوئی ہے

ہندوستان کی آزادی میں مسلمانوں کی قربانیوں اور ان جد وجہد کو فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے، ان کی قربانیوں کے تذکرے کے بغیر تاریخ کا ہر صفحہ ادھورا اور ہر باب نامکمل ہے، آج کا حال اشک بار ہے، ملک کا ہر ہر گوشہ ماتم کناں ہے، بے چارگی، بے بسی اور مظلومیت پر ملک کے ہر مسلمان کا دل مغموم ہے، ملک کے کونے کونے سے مسلمانوں کو ہراساں کئے جانے کے واقعات اور ان کی بہو بیٹی کی عصمتوں پر حملے اور ارتدادی فتنے میں مسلم بچیوں کی شمولیت سے مسلمانوں کی آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب ہے۔

ہائے! یہ کیسی آزادی؟

کہ مسلمانوں کی جان ومال محفوظ نہیں، ہماری عزت وآبرو اور دین وایمان پر حملے ہورہے ہیں، سازش کے تحت مسلم لڑکیوں کو دام محبت میں پھنسا کر کفر وارتداد کی طرف دھکیلنے کی کوشش جاری ہے، جبری ''جے شری رام'' کے نعرے لگوائے جارہے ہیں، ہماری مسجدوں وممبروں کو مسمار کیا جارہا ہے، کتاب مقدس قرآن مجید کی بے حرمتی کی جارہی ہے، مدارس ومکاتب پر بنیاد پرستی اور دہشت گردی کے فروغ کا الزام لگایا جارہا ہے، خدائی قانون اور قرآن مجید کی ترمیم کی ناپاک کوشش کی جارہی ہے، آئے دن نفرت انگیز نعروں اور دل آزار بیانوں کے ذریعہ ہم مسلمانوں کے جذبات واحساسات کے ساتھ کھلواڑ کیا جارہا ہے، ہمارے حقوق سلب کرنے کی سازش کی رہی ہے۔

جب ہم مسلمانوں کے لہولہان حالات اور روح فرسا واقعات جب دیکھتے، سنتے اور پڑھتے ہیں تو دل لرزنے لگتا ہے، زبانیں

* مضمون نگار مدرسہ ضیاء العلوم شمسی، مالدہ، بنگال کے استاذ ہیں۔

احوال وطن

گنگ ہوجاتی ہیں اور دل سے ایسی آہ نکلتی ہے کہ اگر ہمارے مجاہدین ان حالات کو دیکھتے تو کبھی انگریزوں کی غلامی سے ملک کو آزاد کرانے کے لیے اتنی بڑی قربانیاں نہ دیتے، اگر آج من کے کالوں، نفرت کے سوداگروں اور اہل اقتدار کی کالی کرتوتوں کو دیکھتے تو شمشیر برہنہ لے کر نہ میدان میں آتے اور نا ہی انگریزوں کے خلاف جنگ کا فتویٰ صادر فرماتے۔

امت کے غیور فرزندو! کب تک اپنی مسجدوں کو منہدم ہوتے ہوئے اور اپنی بہو بیٹیوں کی عزت و ایمان کے ساتھ کھلواڑ ہوتے ہوئے دیکھتے رہو گے؟ کب تک اپنے وجود و بقا کی بھیک غیروں سے مانگتے رہو گے؟ ہمیں خود کو بدلنا ہوگا، ہر میدان میں اپنی حصے داری ثابت کرنی ہوگی، تعلیمی، اقتصادی، معاشی اور سیاسی اعتبار سے ہمیں مضبوط ہونا پڑے گا، اگر ہم یوں ہی سوتے رہے اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے تو کتنے بیت المقدس ہمارے ہاتھوں سے نکل جائیں گے، کتنی مسجدوں کو بابری مسجد کی شکل دے دی جائے گی اور کتنی مسلم بچیاں کفر ارتداد کی آندھیوں میں خس و خاشاک کی طرح بہ جائیں گی، یاد رکھو اس کے لئے آنے والی نسل کبھی تمھیں معاف نہیں کرے گی۔

آؤ! مایوسی کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں امیدوں کا چراغ جلاتے ہیں، ملت کی فلاح و بہبودی اور عظمت رفتہ کی بحالی کے لیے اسلاف کرام کے نقش قدم کو مشعل راہ سمجھ کر آگے بڑھتے ہیں، تم انقلابی امت ہو، تم حالات کا رخ موڑنا جانتے ہو، ہندوستان کے مستقبل کو امن و آشتی اور خوشحالی و ترقی میں بدل سکتے ہو، بس اپنے اندر روح بلالی اور جذبہ فاروقی پیدا کرو، حسینی کردار سے لیس ہو جاؤ، تمہارا زوال عروج میں بدل جائے گا، ماضی کی طرح تمہارا مستقبل بھی شاندار اور پر وقار ہوگا، وقت اور حالات کا تقاضا بھی یہی ہے اسی میں فلاح و کامرانی کا راز مضمر ہے۔

□□□

ص ۴۹ رکا بقیہ..........

خون سے اس گرد کو صاف کرتے، جب یہ جماعتوں نے سر چڑھ کر بکواسیں کرنا شروع کر دی اور سنی مسلمانوں کے عقیدوں کو خراب کرنے کی بھرپور کوشش کی، جب اعلیٰ حضرت مسند ارشاد پر جلوہ گر ہوئے، تقویۃ الایمان نامی کتاب کے ذریعہ سارے ملک میں وہابیت کا فتنہ پھیل چکا تھا، اعلیٰ حضرت کی پیدائش سے پہلے کافی اکابرین نے اس کی رد میں کئی کتابیں تصنیف کیں، تاریخ گواہ ہے کہ وقت کا بڑے سے بڑا فتنہ نقاب ڈالے سامنے آیا اور آپ نے اپنی قلم سے انھیں پاش پاش کر دیا، وہابیوں دیوبندیوں نے دین کے نام پر مدارس بنائے تعلیم کے نام پر ہندوستان کے سنی مسلمان بچوں کے ذہن میں بدعقیدگی کا زہر گھولنا شروع کیا، ان ساری تفصیلات سے ہندوستان کے اکثر مسلمان بالکل بے خبر تھے۔

اعلیٰ حضرت نے حوصلہ مندی کے ساتھ اپنی پوری زندگی داؤ پر لگا دی، اگر آج وہ ان کے گندے عقیدوں کو دنیا کے سامنے نہ لاتے تو اہل سنت کا شیرازہ بکھر گیا ہوتا، امام اہل سنت نے ان کے کفر کو سامنے لا کر عشق رسول تعظیم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وحب صحابہ، عظمت اہل بیت، عقیدت اولیا کے چراغ دلوں میں روشن کئے، دین کے یہ سچے محافظ سرکار اعلیٰ حضرت رحمت الٰہی کے جوار میں مسلمانوں کے دلوں پر حکومت کرنے لگے اور ہر وقت لوگوں کا ہجوم بندھ گیا، بریلی صاف ستھرے عقیدے اہل سنت کی پہچان بن گیا۔

□□□

ص ۵۳ رکا بقیہ..........

ہوں گی جو دین و دنیا دونوں کے لیے سعادت کا سبب بنیں گی، لڑکیوں کی تعلیم و تربیت میں ماؤں کو اپنے ذمے داری سے ذرہ بھر بھی غفلت نہیں برتنی چاہیے کہ آخرت میں ان سے اس بارے میں بھی سوال ہوگا، اللہ عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں اسلامی طرز معاشرت کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ النبی الامین الاشرف الافضل النجیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

(حاصل مطالعہ کتاب: کامیاب ماں)

□□□

از: مولانا بدر الدجیٰ الرضوی المصباحی*

مسلم لڑکیوں کا غیر مسلموں کے ساتھ فرار! ایک لمحہ فکریہ

احوال وطن

آج کل مسلم لڑکیوں کی غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ شادی کے ویڈیو بڑی تیزی کے ساتھ وائرل ہو رہے ہیں جو اپنے آپ میں نہایت ہی شرمناک بات ہے کہ مسلم گھرانے کی پروردہ دخترانِ اسلام مسلم لڑکوں کے ساتھ شادی رچانے کے بجائے اپنے دین و ایمان کو خطرے میں ڈال کر غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ فرار ہو رہی ہیں، اس طرح وہ اپنی عزت و آبرو کو بھی نیلام کر رہی ہیں اور اپنے گھر، خاندان بلکہ پورے اسلامی معاشرے کی عزت اور وقار کو بھی خاک میں ملا رہی ہیں۔

مسلم لڑکوں اور لڑکیوں کو یہ جان لینا چاہیے کہ حلال ذرائع کے ہوتے ہوئے حرام ذرائع کو بروئے کار لا کر شادی کرنے اور کرانے کا انجام دنیا میں بھی نہایت خطرناک ہے اور آخرت میں بھی اس کی سزا نہایت ہی بھیانک ہے، ایک مسلمان کے لیے خواہ وہ مرد ہو یا عورت سب سے اہم اور ضروری یہ ہے کہ وہ اس دنیا میں جو چند روزہ ہے، اپنے دین و ایمان کے ساتھ زندگی گزارے اور اسی پر اس کا خاتمہ بھی ہو، وہ اپنی تمام عائلی (ازدواجی) اور غیر عائلی مسائل و معاملات کو اسلامی دائرے میں رہ کر انجام دے، مسلم لڑکوں اور لڑکیوں کا غیر مسلم لڑکیوں اور لڑکوں کے ساتھ نکاح اللہ تعالیٰ نے ناجائز و حرام قرار دیا ہے اور نہایت نفیس پیرایۂ بیان میں یہ سمجھایا ہے کہ بندۂ مومن کا مومنہ عورت کے ساتھ نکاح مشرکہ کے ساتھ نکاح سے بہتر ہے، اسی طرح مومنہ عورت کا مومن مرد کے ساتھ نکاح مشرک کے ساتھ نکاح سے بہتر ہے اور یہ بہتری دنیا اور آخرت ہر لحاظ سے ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ۔ [البقرہ:۲۲۱] یعنی شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو، جب تک مسلمان نہ ہو جائیں اور بیشک مسلمان لونڈی مشرکہ سے اچھی ہے، اگرچہ وہ تمہیں بھاتی ہو اور مشرکوں کے نکاح میں نہ دو، جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور بیشک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ تمہیں بھاتا ہو، وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اپنے حکم سے اور اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں۔" (کنز الایمان)

اس آیتِ مبارکہ کا پس منظر یہ ہے کہ بعد ہجرت حضور ﷺ نے حضرت مرثد بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس غرض سے مکۃ المکرمہ روانہ فرمایا کہ وہ وہاں سے بچے کھچے مسلمانوں کو نکال کر مدینہ لے آئیں، آپ حکم رسالت پر عمل کرتے ہوئے مکۃ المکرمہ جا پہنچے، وہاں عناق نامی عورت رہا کرتی تھی؛ جسے قبل اسلام آپ محبوب رکھتے تھے، جب اسے مکہ میں آپ کی آمد کا پتا چلا تو وہ آپ کے پاس آئی اور خلوت کی طالب ہوئی، آپ نے صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ: اب اسلام ہمارے اور تمہارے درمیان حائل ہے، اس نے کہا: کیا تم مجھ سے نکاح کر سکتے ہو؟ آپ نے فرمایا: ہاں! لیکن میں اس معاملے کو بارگاہِ رسالت ﷺ میں پیش کروں گا، جیسا حکم صادر ہوگا؛ ویسا کروں گا، اس وقت یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔ [تفسیر ابی سعود، ج1 ص221]

اس آیت میں مسلمان مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ جب تک مشرکہ عورت ایمان نہ لے آئے تم اس سے نکاح نہ کرو، اسی طرح

*مضمون نگار دار العلوم، ضیاء العلوم خیر آباد، مئو، یوپی کے استاد ہیں۔

مسلمہ عورتوں کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ جب تک مشرک مرد ایمان نہ لے آئے تم اس سے نکاح نہ کرو اور علیٰ سبیل التنزل یہ فرمایا گیا ہے کہ: اگر مسلمان مشرک کے اعتبار سے کم رتبہ بھی ہے جب بھی وہ دنیاوی اعتبار سے اعلیٰ رتبہ رکھنے والے مشرک یا مشرکہ سے بہتر ہے، بلکہ فقہا نے یہ فرمایا ہے کہ: مسلمہ عورت کے نکاح کے جواز کی شرط یہ ہے کہ اس کا ہونے والا شوہر مسلمان ہو بصورتِ دیگر شرعاً اس کا نکاح ہی صحیح نہیں ہوگا، جیسا کہ ہدایہ اولین کے حاشیہ میں ہے:

"لان اسلام الزوج شرط جوازِ نکاح المسلمة"

[ہدایہ اولین، باب فی الاولیاء والاکفاء، ص300/حاشیہ نمبر15]

ظاہر سی بات ہے جب لڑکا مسلمان نہیں ہوگا اور اس سے مسلم لڑکیاں فرار ہو کر شادی رچائیں گی یا ان کے اولیا غیر مسلموں کے ساتھ اپنی بیٹی بیاہیں گے تو یہ نکاح شرعاً باطل اور حرام ہوگا اور جب یہ نکاح حرام ہوگا تو غیر مسلم شوہر کے ساتھ مسلم لڑکی کا اختلاط اور قربت بھی حرام ہوگی، لہٰذا آزاد خیال مسلم لڑکیاں ہوش کے ناخن لیں اور خود کو حرام کاری اور زنا سے باز رکھیں اور حفظِ نفس کے لیے اپنی ہونے والی اولاد کو شرم سار نہ کریں اور یہ یقین رکھیں کہ اسلام سے وابستگی ہی دنیا اور آخرت میں نیک نامی اور خیر وفلاح کا باعث ہے، بہتر ہوگا کہ وہ اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کریں، بالخصوص صحابیات کی سیرت وسوانح کو اپنے لیے نمونہ بنائیں اور اسی کی روشنی میں اپنی زندگی کا فیصلہ کریں۔

حضرت ام سلیم انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت صاحبِ فضیلت، بہادر اور نامور صحابیہ ہیں اور مشہور صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ہیں، جب اسلام کی آمد ہوئی تو یہ اسلام لے آئیں اور اپنے شوہر مالک بن نضر کو دعوتِ اسلام دی؛ جس سے وہ ناراض ہو گئے اور انھیں مدینہ چھوڑ کر شام چلے گئے، وہیں پر ان کا انتقال ہو گیا، پھر حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے؛ انھوں نے حضرت ام سلیم کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا، حضرت ام سلیم نے اس پیغام کو اس شرط سے منظور کیا کہ وہ اسلام لے آئیں، حضرت ابوطلحہ نے اس شرط کو قبول فرما لیا، پھر حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے نکاح کیا۔ [تہذیب التہذیب، ج12/ص471]

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ نکاح غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ نکاح کے لیے بے تاب مسلم لڑکیوں کے لیے نمونہ ہے، اس طرح کی اور بھی مثالیں ہیں، ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب حرم نبوی میں داخل ہوئیں تو ان کے والد حضرت ابوسفیان جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے؛ بیٹی سے ملاقات کے لیے مدینۃ المنورہ میں ان کے مکان پر حاضر ہوئے، حضور علیہ الصلاۃ و السلام کا بستر بچھا ہوا تھا، اس پر بیٹھنا چاہا؛ تو بیٹی نے بستر فوراً ہی کھینچ لیا اور اسے تہ کر کنارے رکھ دیا؛ جس پر ابوسفیان غضب ناک ہو گئے، پوچھا: بیٹی! بستر میرے لائق نہیں ہے یا میں بستر کے لائق نہیں ہوں؟ بیٹی نے جواب دیا:

" یہ اللہ کے رسول کا بستر ہے اور آپ کفر وشرک کی نجاست سے ملوث ہیں، اللہ کے رسول جیسی مقدس ہستی کے بستر پر کفر وشرک کی نجاست سے آلودہ شخص کو بیٹھنے دوں؛ یہ میرے لیے ناممکن ہے۔"

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کفر وشرک سے اس قدر اجتناب اور بیزاری کہ باپ ہونے کے باوجود انھیں اپنے بستر پر بیٹھنے نہیں دیا اور آج کی دخترانِ اسلام کا یہ شیوہ کہ وہ کفار ومشرکین کے ساتھ نکاح کر رہی ہیں یا نکاح کے لیے پر تول رہی ہیں، العیاذ باللہ۔

آج جس تیزی کے ساتھ یہ وبا پھیل رہی ہے؛ اس کی ذمہ داری سے والدین بھی بچ نہیں سکتے، اللہ تعالیٰ نے ماں اور باپ پر فرض قرار دیا ہے کہ وہ اپنے بچوں کے اخلاق کی کڑی نگرانی کریں اور ان کی کسی بھی کوتاہی، ضد اور ہٹ دھرمی کو ہرگز نظر انداز نہ کریں بالخصوص وہ اس پر دھیان دیں کہ: ان کی بچیاں کیا کرتی ہیں؟ کہاں آتی اور جاتی ہیں؟ کس سے یارانہ رکھتی ہیں؟ ان کی سہیلیوں کا کیریکٹر کیا ہے؟ اور سب سے ضروری یہ ہے کہ ان کے ہاتھوں میں کسی بھی قسم کا موبائل نہ جانے پائے؛ کیوں کہ یہ زہرِ ہلاہل ہے، جب رگ وپے میں بقیہ ص ۲۰/ پر

از: پیر محمد اجمل رضا قادری*

غیظ وغضب اور اسلامی تعلیمات

اسلامیات

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر مختلف قسم کی خوبیاں، مختلف قسم کی صلاحیتیں اور مختلف قسم کے جذبات رکھے ہیں، انسان طاقت ور اتنا ہے کہ بڑے بڑے شیر، بڑے بڑے ہاتھی، بڑے بڑے اونٹ، گھوڑے، بڑے بڑے دریا اپنے کنٹرول میں کر لیتا ہے اور کمزور اتنا زیادہ ہے کہ بعض اوقات ایک چھوٹی سی مکھی بھی اس کے ہاتھ نہیں آپاتی، یہ محبت کرنے پہ آئے تو اس کا دل دریا سے بھی زیادہ بڑا ہو جاتا ہے اور جب نفرت کے جذبات پیدا کر لیتا ہے تو خوفناک قسم کے افکار و خیالات کا مالک بن جاتا ہے۔

انسان کی انھیں خوبیوں اور انھیں خرابیوں پر اسلام نے ہماری تربیت فرمائی، دین نے ہمیں خوبصورت اسلوبِ زندگی عطا فرمایا، انسان کی خوبیوں اور کمزوریوں کی جب ہم تلاش کرتے ہیں تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ اس کی طبیعت میں اللہ تعالیٰ نے درگزر کی عادت بھی رکھی ہے، محبت بھی رکھی ہے، شفقت بھی رکھی ہے، پیار بھی رکھا ہے، دوسروں کا احساس بھی رکھا ہے، یہ کئی دفعہ کسی کی تکلیف پر بڑا کھل کے روتا ہے لیکن اسی انسان کے مزاج کے اندر اللہ تعالیٰ نے غیظ وغضب بھی رکھا ہے، غصے کے جذبات بھی اس کے اندر شامل ہوتے ہیں لیکن حکم یہ دیا گیا ہے کہ تمہارا جو غصہ ہے وہ اس وقت ہونا چاہئے جب دین کی حدوں کو توڑا جائے، تمہارا غصہ ہونا چاہئے لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں کے لئے، رسولِ پاک علیہ السلام کے بے اَدَبوں کے لئے، اپنوں کے لئے تمہارا غصہ نہیں ہونا چاہئے، تمہیں لوگوں سے درگزر کرنا چاہئے، معافی دینی چاہئے۔

قرآن مجید نے کہا:

"وَ الْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔ یعنی جو غصہ پی جاتے ہیں، لوگوں سے درگزر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیک لوگوں سے محبت فرماتا ہے۔" (سورۂ آلِ عمران، آیت نمبر ۱۳۴)

ہمارے معاشرے کے اندر، سوسائٹی کے اندر غصہ بڑا عروج پکڑتا جا رہا ہے، اس غصے نے بڑی بڑی عجیب چیزیں پیدا کر دی ہیں، اگر میں کہوں کہ ۸۰ر سے ۹۰ رفیصد جو غلطیاں ہیں، کمزوریاں ہیں، ظلم ہیں، اس کے پیچھے غصہ کار فرما ہے، تو شائد یہ بات زیادہ غلط نہ ہوگی، آپ دیکھ لیں کہ طلاق کے روز بہ روز بڑھتے ہوئے واقعات ہیں، پس منظر میں غصہ ہے، آپ یہ دیکھ لیں کہ جو لوگ قتل کرتے ہیں، کسی انسانی جان کو ہی ضائع کر دیتے ہیں تو جب آپ اس کے پیچھے کارفرما عناصر کی تلاش کریں گے تو دیکھیں گے کہ اس کے پیچھے غصہ ہے۔

خودکشی کا جو بڑھتا ہوا رجحان ہے اس کو بھی کبھی آپ غور سے دیکھ لیں تو اس کے اندر بھی عدم برداشت ہے، غصے کو کنٹرول نہ کرنا ہے، اس نے خودکشی جیسا گناہ پیدا کر دیا ہے، غصہ تو اتنی خوفناک چیز ہے کہ انسان کے منہ سے کفریہ کلمات نکل جاتے ہیں، معاذ اللہ، ایسی باتیں کر دیتا ہے کہ وہ دارۂ دین سے ہی خارج ہو جاتا ہے۔

اس لئے میرے نبی پاک ﷺ نے فرمایا تھا کہ "ایلوا" جس طرح شہد کے اندر آئے تو اسے بگاڑ کر رکھ دیتا ہے، اسی طرح غصہ تمہارے ایمان کو بگاڑ کر رکھ دیتا ہے، ایسی چیزیں پیدا کر دیتا ہے جو تمہارے دین اور ایمان کے لئے سخت نقصان کا باعث ہوتی ہیں، اپنی زندگی کے اندر دلیری پیدا کی جائے، اپنے دل کو بڑا کیا جائے، درگزر کے جزبات پیدا کئے جائیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جو ہمیں اتنا معاف کرتا ہے تو ہم بھی اللہ کے بندوں کو معاف کرنے کا مزاج بنائیں، رب تعالیٰ ہمارے

گناہوں پر جلدی پکڑ نہیں کرتا تو اگر ہم بھی ذرا اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندوں کے بارے میں اپنے دلوں کے اندر نرمی پیدا کر لیں اور ہم بھی بہت جلدی غیظ وغضب کا شکار نہ ہوں تو شائد سوسائٹی کے اندر جو اتنا خوفناک رجحان ہے، یہ تھوڑا ٹھیک ہو پائے۔

نبی کریم ﷺ ایک جگہ سے گزر رہے تھے تو کچھ لوگوں پہ نظر پڑی، ان کی کیفیت روٹین سے ذرا ہٹ کے تھی، منتشر سے وہ لوگ بیٹھے تھے تو فرمایا یہ کون لوگ ہیں، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ پہلوان ہے اور ایسا پہلوان ہے کہ ہمیشہ ہر مقابلے کے اندر فتح یاب ہوتا ہے، کبھی بھی اسے ناکامی کا سامنا نہیں کرنا پڑا، نبی پاک ﷺ نے فرمایا" میں تمہیں نہ بتاؤں بڑا پہلوان کون ہوتا ہے" یا رسول اللہ ﷺ، بتائیے:

تو فرمایا بڑا پہلوان تو وہ ہوتا ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ کو کنٹرول کر لے، جسے اپنے جزبات پر قابو رکھنا آئے، جو شیطان کے وار سے بچ جائے، وہ بڑا پہلوان ہے، دنیا کے اندر تو لوگ پہلوان بنتے ہی ہیں، پہلوان کہلاتے ہی ہیں، پہلوان ہونے کا اعلان کرتے ہی ہیں، بڑے طاقتور وہ بتائے اور سکھائے اور دکھائے تو جاتے ہیں لیکن اصل دلیر وہ شخص ہے کہ اس کے جذبات میں پورا مدوجزر آ جائے، حالات پورے خراب ہوتے دکھائی دیں لیکن اس کے باوجود وہ شخص اپنے غصے کو کنٹرول کرے، اپنے جذبات کو قابو رکھے، شیطان جو اس کے دل کے اندر خوفناک خواہشات پیدا کرتا ہے اس سے اپنے آپ کو بچائے تو یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ بھی اس کے ساتھ درگزر کا معاملہ کرے گا۔

نبی پاک ﷺ نے بار بار اپنے غلاموں کو اس بات کی طرف توجہ دلائی اور حضور ﷺ نے تربیت فرمائی اور مختلف انداز میں لوگوں کو یہ بات سمجھائی کہ تم نے اپنے غیظ وغضب کو اپنے غصے کو ہمیشہ کنٹرول (قابو) کے اندر رکھنا ہے۔

حضرت سیدنا سفیان بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی" یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی نصیحت کر دیں" تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا" غصہ نہ کرنا" عرض کرتے ہیں میں نے دوبارہ عرض کی حضور ﷺ کوئی نصیحت کر دیں تو فرمایا" غصہ نہ کرنا" تیسری دفعہ پھر عرض کی حضور ﷺ کوئی نصیحت کریں، تو فرمایا غصہ اپنے کنٹرول میں رکھنا۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا تھا" یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیں، میں وہ کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں" تو حضور ﷺ نے فرمایا، غصہ نہ کر، اپنے جذبات کو قابو میں رکھ، رب تجھے جنت عطا کر دے گا۔

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرنے لگے" یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایسا عمل جاننے کی خواہش ہے جو اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرے" تو حضور ﷺ نے فرمایا، غصہ نہ کیا کر، رب بھی تیرے اوپر غضب نہیں فرمائے گا۔

تو حضور ﷺ نے ہمیں اس بات کی طرف پوری طرح متوجہ کیا ہے کہ تم اپنے جذبات کو تھوڑا ٹھہراؤ پیدا کرو، تھوڑا اسا تم رکو، ہر موقع ایسا نہیں ہے کہ جس کے اندر تم یہ چاہو کہ اب جو میں نے غصہ کیا ہے تو میں وہ کر کے ہی دکھاؤں گا۔

ایک موقع پر حضور ﷺ نے اس طرح بھی تربیت فرمائی تھی، ایک شخص اپنے غلام کو مار رہے تھے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا، جتنا تمہیں اس پر اختیار حاصل ہے نہ، اس سے کہیں بڑھ کر میرے رب کو تم پر اختیار حاصل ہے، تو اتنا تم اس پر اپنا غصہ نکال سکتے ہوا گر مالک چاہے تو تم پر بھی غصہ نکال سکتا ہے۔

اپنے غصے کو قابو میں رکھنا، اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا، سوسائٹی کے اندر یہ چیزیں امن پیدا کریں گی اور بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو غصہ زیادہ کرتے ہیں تو ان کی ذہنی صلاحیتیں کمزور ہو جاتی ہیں، اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ پاتے، اپنا نقصان کرنا شروع کر دیتے ہیں، گھر کی چیزیں توڑتے ہیں، اپنے آپ کو زخمی کر لیتے ہیں تو آہستہ آہستہ اس طرح کے لوگ نفسیاتی مریض کہلانے لگتے ہیں۔

تو اپنے آپ کو بہت زیادہ قابو میں رکھا جائے، اب غصہ کسی کو آتا ہے تو وہ کہتا ہے یار میں کروں کیا، تو نبی پاک ﷺ نے وہ طریقہ بھی ہمیں ارشاد فرمایا، حضور علیہ السلام نے ایک

اسلامیا

شخص کو دیکھا کہ وہ شدید غصے میں تھے، ان کی ناک پھول رہی تھی، تو اللہ کے محبوب ﷺ فرماتے ہیں کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں اگر یہ شخص وہ کلمہ پڑھے تو اس کا یہ مسئلہ حل ہوسکتا ہے، غصہ قابو میں آسکتا ہے، یارسول اللہ ﷺ وہ کلمہ کیا ہے، تو حضور ﷺ نے فرمایا:

"أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ"

اِس کو پڑھے گا تو غصہ قابو میں رہے گا، غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے تو جب یہ اعوذ باللہ پڑھے گا تو شیطان اس سے دور ہوگا تو غصہ بھی دور ہو جائے گا، پھر میرے نبی پاک ﷺ نے ایک دوسرا حل بھی ارشاد فرمایا، فرمایا جب تمہیں غصہ آجائے تو خاموش ہو جاؤ، جب غصہ تمہیں آئے تو تم خاموشی اختیار کرو، مسند امام احمد بن حنبل میں حدیث موجود ہے، اس لئے کہ جب آپ خاموش ہو جاتے ہیں تو بہت ساری ایسی باتیں ہیں جو غصہ آپ سے کہلوانا چاہتا ہے، وہ رک جاتی ہیں، بہت سے ایسے کام جو غصہ آپ سے کرانا چاہتا ہے، وہ رک جاتے ہیں اور کئی دفعہ غصے میں آپ وہ کچھ کہہ دیتے ہیں اور ایسے لوگوں سے کہہ دیتے ہیں کہ لفظ بھی واپس نہیں آتے اور ان بڑوں کی، ان معزز لوگوں کی، ان خوبصورت لوگوں کی، جن کا ادب ہمارے ذمے تھا، ان لوگوں کی ہم کچھ ایسی بے ادبیاں کر بیٹھتے ہیں جن کے پھر دل دوبارہ جوڑنے مشکل ہو جاتے ہیں۔

غصہ آنے پہ خاموشی اختیار کی جائے، اپنے آپ کو سنبھالا جائے، ان جملوں کو قابو میں کرلیا جائے کہ جو اگر اپنی زبان سے نکلیں گے تو سامنے والے کے دل کو، اس کی روح کو چھلنی کر دیں گے، اس کو وہاں لا کے کھڑا کر دیں گے کہ جہاں وہ بڑی تکلیف محسوس کرے گا، اسی طرح اللہ کے محبوب ﷺ نے غصے کے موقع پر وضو کرنے کا بھی حکم ارشاد فرمایا، اس لئے کہ غصہ شیطان کے طرف سے ہے، وہ آگ سے بنا ہے، تو پانی جو ہوتا ہے، یہ آگ کو ٹھنڈا کرتا ہے۔

بہت زیادہ شدید غصہ آئے تو آپ وضو کریں، وضو جو ہے وہ قابو کرے گا آپ کے غصے کو، تو کوشش فرمائیں، اپنے لب و لہجے کے اندر درگزر کے پہلو کو نمایاں کریں اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک اور بات بھی لکھی ہے، وہ فرماتے ہیں "خوفِ خدا ہو تو غصہ ویسے ہی نہیں آتا" مزید وہ فرماتے ہیں "للّٰہیت زیادہ ہو تو غصہ ویسے ہی نہیں آتا۔"

توجہ رب رسول (عزوجل و ﷺ) کی طرف بڑھی ہو تو پھر بندہ اپنے اوپر ہی ناراض زیادہ ہوتا ہے، لوگوں پر ناراض کم ہوتا ہے، ہماری چونکہ توجہ اللہ کی جانب زیادہ ہونے کے بجائے بندوں کی جانب زیادہ ہو گئی، اس لئے غصہ زیادہ آتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے، مالکِ کریم ہمیں صحیح معنوں میں شریعت اسلامیہ کی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

□□□

ص۴۶ رکا بقیہ..

تحفظ دین اسلام کا سبق پڑھا رہا ہے بدعتوں گمراہوں کو مٹا کر مردہ سنتوں کو زندہ کر رہا ہے، شریعت مقدسہ کے احکام کو عملی جامہ پہنا کر دنیائے اسلام میں کتاب وسنت کی سچی تعلیم پھیلا رہا ہے۔

چنانچہ ہندوستان میں باطل جب وہابیت و دیوبندیت کی مکروہ شکل میں نمودار ہوا تو اس کی سرکوبی کے لیے امام اہل سنت نے وہ نمایا کردار ادا کیا اور اپنے زور قلم سے باطل کے ایوانوں میں ایسا زلزلہ بپا کر ڈالا کہ منکرین کو آپ کے مقابلے کی جرئت نہ ہوسکی، اعلیٰ حضرت کی تحریک سے ہی مسلمانان اہل سنت وہابی دیوبندی عقائد باطلہ سے باخبر ہو کر ان سے نفرت و بیزاری کا اظہار کرنے لگے آپ نے اتنی قلیل مدت میں رد وہابیت پر اس قدر خدمات کی کہ اتنی مدت میں ایک ادارہ اور تنظیم بھی سرانجام دینے سے قاصر ہیں۔

خدانخواستہ امام اہل سنت نے فتنۂ وہابیت والحاد کے سیلاب پر بند نہ باندھا ہوتا تو آج اہل سنت کا شیرازہ بالکل بکھر گیا ہوتا۔ ؎

تو نے باطل کو مٹایا اے امام احمد رضا
دین کا ڈنکا بجایا اے امام احمد رضا

□□□

ایک محقق کے قلم سے

نعرۂ ''اناالحق'' اور حسین بن منصور حلاج

تاریخ میں آپ کی شخصیت کو ایک متنازع شخصیت کے طور پر دیکھا گیا ہے، آپ کی وفات کے بعد علما کے ایک گروہ نے آپ کو کافر وزندیق تک قرار دیا، جن میں امام اصفہانی جیسے لوگ بھی شامل ہیں اور بعد کے بھی کافی علمائے کرام نے ابن حلاج کے اقوال کو گمراہی قرار دیا ہے، جن میں امام ابن جوزی ابن حجر مالکی، علامہ ذہبی جیسے علمائے کرام شامل ہیں۔

جبکہ دوسرے علما وصوفیا کے گروہ نے جن میں رومی، شیخ شعیب حریفیش، شیخ علی ہجویری، نظام الدین اولیا، شیخ فریدالدین عطار، امام احمد رضا اور ڈاکٹر اقبال جیسے عظیم لوگ شامل تھے، انہوں نے انھیں ولی اور شہید حق کا درجہ دیا، میں اپنے ''ورثہ پیج'' کے دوستوں کو تاریخ کے ایک طالب علم ہونے کی حیثیت سے علما کے دونوں موقف کو پوری دیانت داری سے آپ کے سامنے پیش کررہا ہوں، باقی آپ کو اختلاف رائے کا حق ہے، میں اپنی اس تحقیقی پوسٹ کو قدرے تفصیل سے لکھ رہا ہوں جو شائد آپ نے پہلے کبھی نہ پڑھی ہوگی، میں نے اسے کافی محنت سے تیار کی ہے، سب سے پہلے اپنے ورثہ پیج کے دوستوں کو حسین بن منصور حلاج کی زندگی کے حالات کے متعلق بتانا چاہوں گا۔

اکثر لوگ ان کو ''منصور حلاج'' کے نام سے پکارتے ہیں جو کہ درست نہیں، ان کے والد کا نام ''منصور'' اور ان کا اپنا نام ''حسین'' تھا، 858ء میں فارس (موجودہ ایران) کے شمال مشرق میں واقع ایک قصبہ ''الطور'' میں پیدا ہوئے، آپ ایک فارسی صوفی اور مصنف تھے، پورا نام ''ابوالمغیث الحسین ابن منصور الحلاج'' تھا، والد کپڑا بنتے تھے، جس کی وجہ سے نسبت ''حلّاج'' پڑ گئی، بارہ برس کی عمر میں قرآن حفظ کرلیا تھا، بچپن ہی سے آیات کے باطنی معانی تلاش کرنے کا شوق تھا، عمر کا ابتدائی زمانہ عراق کے شہر ''واسط'' میں گزرا، پھر ''اہواز'' کے ایک مقام ''تستر'' میں سہل بن عبداللہ اور پھر بصرہ میں عمرو مکی سے تصوف میں استفادہ کیا، عمر کا بڑا حصہ سیر وسیاحت میں بسر کیا، بہت سے ممالک کے سفر کیے جن میں مکہ اور خراسان خصوصی طور پر شامل ہیں۔

874ء میں سولہ برس کی عمر میں تعلیم مکمل کرلی، جس میں صرف ونحو، قرآن اور تفسیر شامل تھے اور تستر چلے گئے، جہاں سہل التستری کے حلقۂ ارادت میں شمولیت اختیار کرلی، جن کی تعلیمات نے ان کی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کیے، 876ء میں اس زمانے کے تصوف کے اہم مرکز ''بصرہ'' چلے گئے اور وہاں عمرو المکّی کے سلسلۂ طریقت میں شامل ہوگئے، 878ء میں ابو ایوب الاقع کی بیٹی سے شادی کرلی جس کی وجہ سے عمرو المکّی ان کا مخالف ہوگیا، کچھ عرصے بعد بغداد چلے گئے، جہاں ان کی مشہور صوفی بزرگ ''جنید بغدادی'' سے ملاقات ہوئی اور آپ ان کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوگئے، 897ء میں دوسرا حج کرنے کے بعد بحری جہاز کے ذریعہ ہندوستان کا سفر اختیار کیا، جس کے دوران ''ہندومت'' اور ''بدھ مت'' کے پیروکاروں سے واسطہ پڑا، ہندوستان میں انھوں نے ملتان اور منصورہ کا سفر کیا، بغداد سے واپسی پر آپ پر جادو، افسوں طرازی اور جنات سے رابطے کے الزامات بھی لگے، گلیوں، بازاروں میں والہانہ انداز میں اشعار پڑھتے اور خدا سے اپنے عشق کا اظہار کرتے، کہتے ہیں اکثر خود کھانا کھانے کی بجائے اپنے سیاہ رنگ کے کتے کو کھلایا کرتے تھے، جس کو وہ اپنا نفس کہا کرتے تھے، اسی دوران ایک دن صوفی بزرگ ''شبلی'' کے دروازے پر دستک دی، جب شیخ شبلی نے پوچھا کون ہے، تو جواب میں یہ مشہور فقرہ ''اناالحق'' (میں حق ہوں) کہا یا بعض کے نزدیک ''انالاحق'' کہا۔

چوتھی 913ء میں آپ کو گرفتار کرلیا گیا اور نو برس تک نظر بند رکھا گیا، نظر بندی کے دوران ''کتاب الطواسین'' مکمل کی، آخری بار وزیر حامد العباس کے ایما پر مقدمہ چلایا گیا، قاضی ابوعمر ابن یوسف نے حکم نامہ جاری کر دیا گیا کہ ''تمہارا خون بہانا جائز ہے'' 25 مارچ 922ء کی رات کو قید خانے میں ابن خفیف آ کر ملے، پوچھا: عشق کیا ہے؟ حلّاج نے جواب دیا، کل خود دیکھ لینا، بالآخر 26 مارچ 922ء پہلے ان کے ہاتھ کاٹے گئے، پھر پیر کاٹے گئے اور آخر میں سر قلم کر دیا گیا، اس کے بعد ان کی لاش پر تیل چھڑک کر آگ لگا دی گئی اور راکھ دریائے دجلہ میں بہا دی گئی۔

اس کی وجہ بھی یوں بیان کی جاتی ہے کہ جب آپ کی روح جسد خاکی سے پرواز کر گئی تو آپ کے جسم سے "انالاالحق" کی آوازیں آنے لگیں، لوگوں نے کہا کہ یہ بہت خطرناک حالت ہے، پھر آپ کی لاش کو جلا دیا گیا، اس میں سے بھی "انالاالحق" کی آوازیں آنے لگیں، آخر کار آپ کی راکھ کو دجلہ میں ڈال دیا گیا تو راکھ کے ڈالتے ہی دجلہ کے پانی میں سے بھی "انالاالحق" کی آوازیں آنے لگیں اور دریا جوش مارنے لگا، آپ نے پہلے ہی اپنے خادم کو نصیحت کر دی تھی کہ جب یہ حالت ہو تو میرا خرقہ دریا کی طرف کر دینا، چنانچہ خادم نے آپ کا خرقہ دریا کی جانب کر دیا، جس کو دیکھتے ہی دریا کا جوش ٹھنڈا ہو گیا اور پانی اپنی اصلی حالت میں آ گیا۔

حضرت منصور الحلاج ایک ایسے ولی اللہ ہیں جنہوں نے سرِ عام ''اناالحق'' کا نعرہ بُلند کیا تھا، ذیل میں اُن کے بارے میں بعض جلیل القدر اولیائے کرام اور علما کی رائے پیش کی جارہی ہے تاکہ کچھ کم علم لوگ جن کو ''منصور الحلاج'' کے بارے میں کوئی غلط فہمی ہے، وہ دُور ہوجائے اور وہ اُن کا بھی ایسا ہی ادب واحترام کریں جیسے دوسرے اولیاء اللہ کا کرتے ہیں۔

حضور داتا صاحب علی بن عثمان الہجویری

''انہیں میں سے مستغرق معنیٰ ابوالغیث حضرت حسین بن منصور حلاج رضی اللہ عنہ ہیں، آپ سرمستان بادۂ وحدت اور مشتاق جمالِ احدیث گزرے ہیں اور نہایت قوی الحال مشائخ تھے۔'' (کشف المحجوب، ص300)

حضرت مولانا روم

گفت فرعونے انا الحق گشت پست
گفت منصورے انا الحق گشت مست
لعنۃ اللہ ایں انا را در قفا
رحمۃ اللہ ایں انا را در قفا

یعنی فرعون نے "انا الحق" کہا تو ذلیل ہو گیا اور منصور نے "انا الحق" کہا (عشق و محبت میں) تو مست قرار پایا، فرعون کی خودی کے لیے تو بعد میں اللہ کی لعنت ہی رہ گئی اور منصور کی خودی کے لیے بعد میں اللہ کی رحمت رہی ہے۔ (مثنوی روم)

محبوبِ الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء

خواجہ نظام الدین اولیاء (م725) حلاج کی بزرگی کے اس قدر قائل تھے کہ آپ نے فرمایا:

''ذکر مشائخ کا ہو رہا تھا، بندہ نے عرض کیا کہ سیدی احمد (سید احمد رفاعی) کیسے تھے؟ آپ نے فرمایا: وہ بزرگ شخص تھے، عرب کا قاعدہ ہے کہ جب کسی کو بزرگی سے یاد کرتے ہیں تو اسے سیدی کہتے ہیں، وہ شیخ حسین بن منصور حلاج کے زمانے میں تھے، جب کہ ان کو جلایا گیا اور ان کی خاک دجلہ میں ڈالی گئی، سیدی احمد نے ذرا سی خاک اس میں سے تبرکاً اٹھا کر کھالی تھی، یہ ساری برکتیں اسی سبب سے انہیں حاصل تھیں۔'' (فوائد الفواد، ص471)

امام احمد رضا خان قادری بریلوی

فاضل بریلوی سے سوال کیا گیا:

''حضرت منصور و تبریز و سرمد نے ایسے الفاظ کہے جن سے خدائی ثابت ہے، لیکن وہ ولی اللہ گنے جاتے ہیں اور فرعون، شداد، ہامان و نمرود نے دعویٰ کیا تھا تو مخلد و النار ہوئے، اس کی کیا وجہ ہے؟

ارشاد فرمایا:

" اِن کافروں نے خود کہا اور ملعون ہوئے اور اُنہوں نے خود نہ کہا، اس نے کہا جسے کہنا شایاں ہے اور آواز بقیہ ص ۹ ر پر

(از: مفتی غلام آسی مونس پورنوی *

علامہ سراج الحق نوری کشن گنجوی! سیرت وشخصیت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس جہان فانی میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب محمد رسول اللہ ﷺ تک لاکھوں انبیائے کرام علیہم السلام کو اپنے بندوں کی رہنمائی وہدایت کے لئے مبعوث فرمایا، یکے بعد دیگرے انبیا ومرسلین تشریف لاتے رہے، کسی کو پروردگار عالم جل جلالہ نے نئی شریعت دے کر دنیا میں بھیجا، کسی کو کسی کا معاون بنا کر بھیجا، کوئی کسی خطے کا نبی بنا کر بھیجا گیا، کوئی کسی خطے کی نبوت ورسالت سے سرفراز کیا گیا، سارے انبیائے کرام علیہم السلام یکے دیگرے تشریف لاتے رہے اور سب سے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو ساری کائنات کے لئے نبی بنا کر بھیجا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نبوت ورسالت کا دروازہ بند فرمایا اور اعلان فرمایا اب میرے محبوب کی نبوت ورسالت کے بعد کسی کی نبوت ورسالت نہیں، اب قیامت تک میرے محبوب کی نبوت و رسالت کا سکہ کھنکے گا۔

جب پروردگار عالم نے نبوت ورسالت کے دروازے پر مہر لگادی، تو انسانی ذہن میں اک سوال پیدا ہوا، کہ مولیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب محمد رسول اللہ ﷺ تک لاکھوں پیغمبران عظام تشریف لائے سبھوں نے تیرے بندوں کو ہدایت کا راستہ دکھایا، سبھوں نے تیرے بندوں تک تیرا پیغام پہنچایا اور وحدانیت کی تسبیح پڑھی، مگر اب تیرے حبیب کی حیات ظاہری کے بعد تیرے بندوں کو ہدایت کے ساحل سے کون ہم آہنگ کرائے گا؟ قیامت تک تیرے اور تیرے محبوب کے دین کی نشر واشاعت کیسے ہوگی؟

اس سوال کا جواب پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث دیتی ہوئی نظر آئی اور فرمایا کہ اے میرے امتیو، تمہیں گھبرانے کی ضرورت ہرگز نہیں ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین موسوی کو چلانے کے لئے سینکڑوں انبیاء کرام کو موسیٰ علیہ السلام کا معاون بنا کر بھیجا تھا، کیونکہ میرے بعد اب کوئی نبی نہیں ہوگا اس لئے اب میں اپنی شریعت کی نشر واشاعت کے لیے اپنی شریعت کی تحفظ و بقا کے لئے اپنی امت کے علماء کا انتخاب کرتا ہوں اور فرمایا:

''العلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ یعنی میری امت کے علما بنی اسرائیل کے انبیا کی طرح دین کا کام کریں گے۔''

اب میرے بعد دین کا کام میری امت کے علما کے ہاتھوں میں ہوگا، جب میرے دین پر یلغاریں ہونگی تو اس وقت میرے وارثین اس کا دفاع کریں گے، جو اسلام کا منکر ہوگا اس کو اسلام کے فلسفۂ حیات سے آگاہ فرمائیں گے، خلاصہ یہ ہے کہ جو کام انبیائے کرام علیہم السلام سے بحیثیت نبی لیا جاتا تھا، کیونکہ میرے بعد اب کوئی نبی نہیں، اب وہ کام میری امت کے علماء سے بحیثیت نائب النبی لیا جائے گا۔

انہیں نائبین انبیا میں شہر کشن گنج بہار کا ایک ایسا چہرہ، جن کا چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا کھانا پینا، سلام وکلام کرنا سب سنت رسول ﷺ میں ڈھلی ہوئی تھی، جن کو دنیا استاذ العلماء پیکر اخلاص ووفا سراج العلماء حضرت علامہ ومولانا الشاہ محمد سراج الحق نوری علیہ الرحمہ کے نام جانتی اور پہچانتی ہے۔

علامہ سراج العلماء کی پیدائش ۱۰ رنومبر ۱۹۶۳ء میں صوبہ بہار کے ضلع کشن گنج کے مولانی طیب پور گاؤں میں ہوئی، کون جانتا تھا کہ ریاست بہار کے چھوٹے سے ضلع کی چھوٹی سی بستی مولانی طیب پور میں جناب نبی بخش کے دولت خانے میں پیدا ہونے والا سراج الحق ایک دن سراج العلماء کی حیثیت سے دنیا

* مضمون نگار دارالعلوم انوار مصطفے، تیلی باغ لکھنؤ کے استاد ہیں۔

کے سامنے نمودار ہوگا اور اپنی شعاعِ علمی کو ایسا بکھیرے گا کہ اس کی ضیاء بار کرنوں سے خلق خدا اپنے آپ کو منور کرے گی، جن کی علمی روشنی کے سائے میں اپنے وقت کے بڑے بڑے علمائے کرام ومفتیان عظام زانوئے ادب تہہ کر کے شیخ الحدیث و شیخ الافتاء والتدریس کے مسند زرین پر براجمان ہوں گے۔

حضور سراج العلماء ایام طفلی سے ہی بڑے ذہین تھے، کچھ کر گزرنے کا جذبہ بچپن سے ہی دل میں موجزن تھا، اکتساب علم کے شعلے آپ کے ذہن ودماغ میں بھر کتے تھے، اکتساب علم کا شعلہ بھڑک کر جب جوالہ مکھی کی صورت میں تبدیل ہو گیا، تو آپ نے اپنے والد گرامی کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار فرمایا، والد گرامی نے فراست ایمانی سے دیکھ لیا تھا کہ ننھا سا بچہ سراج الحق جس کے دل میں جذبۂ حصول دین کی جواریں بلند ہو رہی ہے اور اس کے اکتساب علم کے ساحل میں سنامیوں کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں، اب تو اس کی راہیں ہموار کرنے کی ضرورت ہے۔

چنانچہ والد گرامی نے قصبہ ٹھاکر گنج ضلع کشن گنج کے مدرسہ اصلاح المسلمین میں آپ کا داخلہ کرا دیا، کئی سالوں تک وہاں علم دین کے صاف وشفاف چشمے سے سیراب ہوتے رہے، ابتدائی درسی کتب حضرت علامہ مفتی سلیم اختر صاحب سے پڑھی، پھر جب علم کی پیاس اور بڑھی تو آپ نے ضلع بھاگلپور کا رخ فرمایا، اس وقت دارالعلوم فیضیہ بھاگلپور پورے ہندوستان میں کوہ نور کی حیثیت سے جانا اور پہچانا جاتا تھا۔

کیونکہ اس وقت دارالعلوم فیضیہ بھاگلپور کے مسانید درس وتدریس پر استاذ مطلق امام علم وفن حضرت علامہ مفتی خواجہ مظفر حسین علیہ الرحمہ اور جلالت العلم حضرت علامہ مفتی ایوب مظہر علیہ الرحمہ اور استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی مشتاق احمد صاحب اور بھی بڑے بڑے نامور اکابرین کی متبرک اور متحرک جماعت کا قبضہ تھا، جو اپنے علم کی دھاروں کے وسیلے سے میخواران علوم نبوت کو علوم دین کے آب حیات سے سیراب فرما رہے تھے، آپ نے دارالعلوم فیضیہ میں داخلہ لیا اور مسلسل کئی سالوں تک وہاں تعلیم حاصل کی، اس کے بعد ۱۹۸۹ء میں دارالعلوم فیضیہ کے سالانہ اجلاس کے پر بہار موقع پر مقتدر مشائخان طریقت واکابر علمائے کرام کے دستہائے متبرکہ سے ممتاز نمبرات سے دستار و سند حاصل کی۔

دل میں علم دین عام کرنے کا جذبہ تو پہلے سے ہی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، اس لیے بعد فراغت دارالعلوم معین الاسلام ضلع بھڑوچ گجرات کے ذمہ داران کی دعوت پر دارالعلوم کی درسگاہ کو زینت بخشنے کے لئے دارالعلوم کی درسگاہ پر براجمان ہوئے اور ایک سال تک طالبان علوم نبویہ کو علم دین کے شیریں جام سے سیراب فرمایا، مگر کچھ نامساعد حالات کے تحت وہاں سے لکھنؤ تشریف لے آئے، پروردگار عالم شہر لکھنؤ میں سراج العلماء کے وسیلے زمینی کام لینا چاہتا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی روزی بھڑوچ سے لکھنؤ منتقل فرمادی، آپ معمار قوم وملت حضرت الحاج قاری ابوالحسن قادری علیہ الرحمہ کی دعوت پر ۱۹۸۱ء میں شہر لکھنؤ تشریف لائے اور آتے ہی مدرسہ وارثیہ کی فلاحی فکر میں مستغرق ہو گئے اور اپنے آپ کو مدرسہ وارثیہ کے لئے ہبہ کر دیا۔

دن رات ایک کر کے مدرسہ وارثیہ لکھنؤ کی ترقی کی پلاننگ کرتے اور اس پلاننگ پر کام کرتے جاتے، کبھی پلاننگ کامیاب ہوتی اور کبھی ناکام مگر ناکامی پر کبھی افسوس کا اظہار نہ فرمایا، جس وقت آپ لکھنؤ تشریف لے آئے اس وقت شہر لکھنؤ کی حالت بہت ہی قابل رحم تھی، اپنے اور پرائے کی تشخص باقی نہ تھی، لکھنؤ کے چپے چپے پر ندوہ ودیوبند کے چچوں کا قبضہ تھا، اس بے سروسامانی کے عالم میں آپ نے اپنے حکمت عملی کی بنیاد پر کامیابیوں کی دہلیز پر قدم رکھا، اللہ کی قدرت اشارہ دے رہی تھی کہ سراج الحق اسی طرح کام کرتے چلے جاؤ، ایک دن وہ آئے گا جب کوئی مؤرخ تاریخ رقم کرے گا تو یہ تیرے کارنامے یہ تیری قربانیاں آب زر سے لکھی جائیگی، المختصر یہ کہ جب مچھلی محال لکھنؤ میں طالبان علوم نبویہ کہ ہجوم کی بنیاد پر مدرسہ وارثیہ کی دیواریں تنگ ہونے لگیں، تو آپ نے معمار قوم وملت حضرت قاری ابوالحسن قادری علیہ الرحمہ سے فرمایا، کیا ہی اچھا ہوتا کہ مدرسہ وارثیہ کسی وسیع وعریض آراضی پر منتقل ہوجاتا، کیونکہ اس وقت لکھنؤ کی سرزمین پر مسلک اعلی

حضرت کی ترویج واشاعت کے لئے کوئی ادارہ موجود نہیں ہے، اس لئے ایک مرکزی درسگاہ کا قیام وقت کی اہم ترین ضرورت ہے، اتنا سننے کے بعد معمار قوم وملت حضرت قاری ابوالحسن قادری علیہ الرحمہ نے فرحت وشادمانی کا مظاہرہ فرمایا اور آپ کے ماتھے کو چوم کر فرمایا مولانا آپ جیسے مرد مجاہد کی شہر لکھنؤ میں اشد ضرورت تھی، تو اللہ نے آپ کو شہر لکھنؤ میں مسلک اعلی حضرت کی ترویج واشاعت کے لئے منتخب فرمایا، یہ تمام باتیں راز داروں کے مابین ہوئی، پھر اس پلان پر کام شروع ہوا، دھیرے دھیرے اسباب مہیا ہونا شروع ہو گئے، آخر وہ دن بھی آ گیا مدرسہ وارثیہ مچھلی محال سے نکل کر گومتی ندی کے اس پار اجریاؤں گاؤں سے متصل سنسان بیابان میں ایک وسیع وعریض آراضی پر آباد ہو گیا، آج وہ جگہ اور اس کا گرد و نواح شہر لکھنؤ کے سب سے وی آئی پی علاقوں میں گنا جاتا ہے۔

اب ضرورت تھی دارالعلوم وارثیہ کو بام عروج تک پہنچانے کی، سراج العلماء اپنی عادت متواتر کے مطابق دل میں عشق خدا اور رسول کا چراغ روشن کر کے دارین کی منازل کا سفر طے کرنے لگے اور برائے تبلیغ دین متین آبادیوں کی طرف سرگرم عمل ہوئے، اس کا اثر یہ ہوا کہ عوام آپ کے حلقۂ عقیدت میں جمع ہوتیں گئیں، یہاں تک کہ آپ کے عقیدت مندوں کی ایک بڑی جماعت پیدا ہو گئیں، آپ نے ان کی عقیدت کے وسیلے دارالعلوم وارثیہ کی راہیں ہموار کرنا شروع کر دیا، دھیرے دھیرے دارالعلوم وارثیہ کی عمارتیں پایۂ تکمیل تک پہنچنے لگیں، دن رات ایک کر کے اپنا خون جگر جلا کر اپنی راتوں کی نیندیں قربان کر کے دارالعلوم وارثیہ کی راہوں میں حائل ہونے والے پتھروں کو اپنے نازنین ہاتھوں سے ہٹایا اور دارالعلوم وارثیہ کو اس مقام ومنزل پر لا کر کھڑا کیا کہ دارالعلوم کو جس مقام ومنزل پر ہونا چاہئے تھا اور سراج العلماء کی کاوشوں نے دارالعلوم وارثیہ کو ایک الگ میعار عطا فرمایا، معمار قوم وملت حضرت قاری ابوالحسن قادری صاحب علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے، کہ اللہ نے سراج العلماء کو میرا ناصر وہمنوا بنا کر لکھنؤ بھیجا ہے۔

یہ حق ہے کہ دارالعلوم وارثیہ کی بنیاد معمار قوم وملت نے ڈالی، مگر یہ بھی سچ ہے کہ دارالعلوم وارثیہ کی کچی دیواروں کو سراج العلماء نے اپنے خون جگر سے سیراب کیا، یہ حق ہے کہ گلستان وارثیہ معمار قوم وملت نے لگایا، مگر یہ بھی سچ ہے کہ اس کی باغبانی سراج العلماء نے فرمائی، یہ حق ہے کہ وارث پاک کے فیضان کا چراغ معمار قوم وملت نے جلایا، مگر یہ بھی سچ ہے کہ اس میں لہو بشکل روغن سراج العلماء نے ڈالا، اتنی محنتوں اور کاوشوں کو دیکھنے کے بعد موسم خزاں نے شرم سے اپنا چہرہ چھپا لیا اور موسم بہار نے زمین وارثیہ پر حاضری اور اسی کا ہو کر رہ گیا، پھر کیا تھا دارالعلوم وارثیہ کی تعلیمی میعار کی خوشبو زمین ہند کے تقریباً سبھی بلاد وامصار میں پھیلتی چلی گئیں، اس انوکھی اور نرالی خوشبو سے اپنے مشام جان کو معطر کرنے کے لئے طالبان علوم نبوت کے قافلوں نے دارالعلوم وارثیہ کی جانب لنگر اٹھانا شروع کر دیا۔

سراج العلماء نے بحیثیت رئیس الاساتذہ تعلیم وتعلم کا ایسا نظم ونسق پیدا فرمایا کہ ہر ایک طالب علم کی دلی خواہش ہوتی کہ وہ بھی دارالعلوم وارثیہ میں رہ کر تعلیم دین متین کا مکتسب ہو، المختصر یہ ہے کہ دارالعلوم وارثیہ کو اس مقام تک پہنچانے میں سراج العلماء نے معمار قوم وملت کا راست بازو بن کر اپنی رفاقت کا کما حقہ حق ادا فرمایا۔

آج جو آسمان کو آنکھیں دکھائی عمارتیں آراضی وارثیہ پر سینہ تان کر کھڑی ہیں ان کی بنیاد میں معمار قوم وملت کے ساتھ ساتھ سراج العلماء کا بھی لہو شامل ہے اور آج جو سنیت کی بہاریں زمین لکھنؤ پر دیکھنے کو مل رہی ہیں یقیناً اس میں سراج العلماء کا سب سے بڑا یوگدان ہے، ایسی درجنوں مساجد کو اپنے قبضے میں لیا جو اغیار کے اڈے ہوا کرتے تھے، اپنی تلامذہ کا جال پھیلا کر شہر لکھنؤ کے ان جگہوں پر قابض ہوئے جن جگہوں پر اغیار کا قبضہ ہوا کرتا تھا، اپنے اور اپنے شاگردوں کے وسیلے ہاتھوں میں مسلک اعلی حضرت کا پرچم لیکر یلغاریں کیں، شب خون مارے اور لکھنؤ کے ہر علاقے کو فتح کرتے چلے گئے اور مسلک اعلی حضرت سے عوام کو روشناس کرایا، لکھنؤ میں جب بھی کہیں کوئی دینی ملی مسائل در

اسلاف و اخلاف

پیش ہوئے مثلاً کسی علاقے میں امام کی ضرورت ہوئی تو امام مہیا کرایا، خطیب کی ضرورت ہوئی خطیب عنایت کیا، مدرس کی ضرورت ہوئی مدرس عطا فرمایا، کسی کے گھر کا سنتولن بگڑا تو اس کے گھر کے سنتولن کو سنبھال کر اس گھر کے اداسیوں کے چہرے پر زناٹے دار طمانچہ رسید کیا۔

الغرض دین وملت کو جہاں جہاں سراج العلماء کی ضرورت در پیش ہوئی سراج العلماء وہاں وہاں پیش رونظر آئے، مگر کہتے ہیں کہ جو جتنا عظیم ہوتا ہے اس کی آزمائشیں بھی اتنی ہی سخت ہوا کرتی ہیں، سراج العلماء نے بہت سے آزمائشوں کے طوفانوں کا سینہ تان کر مقابلہ کیا اور ہر مقابلے میں کامیاب ہوئے، مگر ان کی زندگی میں ایک موڑ ایسا بھی آیا کہ ایسے موڑ پر انسان اپنے آپ کو کھو دیتا ہے، جب کسی باپ کے سامنے اسکے جوان بیٹے کی میت پڑی ہو، اس درد کا احساس کوئی صاحب اولاد ہی کرسکتا ہے، ایسا ہی کچھ حادثہ سراج العلماء کے ساتھ بھی ہوا، یعنی سن ۲۰۰۷ء میں آپ کے بڑے صاحبزادے محمد فیضان رضا کا انتقال ہو گیا، مگر اس وقت بھی آپ نے اپنے رب کا شکر ادا کیا اور ہاتھ سے صبر کا دامن نا جانے دیا اور بھی کئی بڑے بڑے حادثات آپ کی زندگانی میں رونما ہوئے، اپنوں نے پیٹھ پوچھنے کے بہانے پیٹھ میں خنجر اتار دیا مگر کبھی آپ نے کوئی شکوہ وگلہ نہ فرمایا، ہمیشہ صبر وشکر کو اوڑھنا بچھونا بنا کر دین وملت کے تخیلات میں مستغرق ہو کر بستر استراحت پر دراز ہوتے، نیند کرم کا شامیانہ تان کر اپنے آغوش میں جھولا جھولانے لگتی اور جب بیدار ہوتے تو وہی صبح کی چمک، وہی سارے جھنجھٹ وجھمیلے مگر سب کو پرے رکھ کر دین وملت کی بہتری کی راہیں کیسے ہموار ہوں، یہی غور وخوض دم آخر تک آپ کا مشغلہ رہا۔

مگر افسوس صد افسوس اتنی جلدی مصطفیٰ جان رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ عاشق صادق جس کے دل کی دھڑکن ہر دم نبی نبی بولتی تھی، جو صفات قلندری کا حامل تھا، ۸ / رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۱ / اپریل ۲۰۲۱ء بروز بدھ تقریباً رات ساڑھے دس بجے، دنیا کو خیر آباد کہہ کر ملک عدم کے راہی ہو گیا، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

دوسرے دن یعنی ۹ / رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات کو نماز ظہر سے پہلے گومتی نگر کے مشہور قبرستان گور شہیداں اجریاؤں میں ہزاروں نے اپنے نمناک آنکھوں کے ساتھ آپ کو سپرد خاک کیا، آپ کے جنازے کی نماز آپ ہی کے عزیز از جان حضرت قاری ہارون رشید صاحب قبلہ نے پڑھائی اور آپ کے تلمیذ خاص حضرت علامہ مفتی شیر محمد مصباحی صاحب قبلہ شیخ الحدیث دار العلوم وارثیہ نے بڑی ہی رقت انگیز دعا کی، اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے سراج العلماء کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ کا فیضان ہم سبھوں پر جاری فرمائے، آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین۔

□□□

ص ۵۷ / کا بقیہ..............................

یہ بچاتی ہے دشمن کی یلغار سے
اہل حق کے لیے پاسباں ہے نماز
مومنوں کے لئے نور فتح وظفر
بہر کفار تیغ وسناں ہے نماز
گفتگو کا ذریعہ ہے معبود سے
بندگی کا حسیں آسماں ہے نماز
تیر آئے نکل ہو نہ محسوس بھی
اب علی جیسی کس کی کہاں ہے نماز
دل کو معمور کرتی ہے انوار سے
عاصیوں پر یوں رحمت کناں ہے نماز
اس کے پڑھتے ہی جھڑ جاتے ہیں سب گناہ
عابدوں کے لئے سائباں ہے نماز
ہے جو گستاخ سرکار کون و مکاں
اس کی بے سود اور رائگاں ہے نماز
قدسی للّٰہیت کی ہو جس میں ضیا
ایسے سجدے کی خود مدح خواں ہے نماز

□□□

از: محمد سلیم انصاری ادروی*

برصغیر میں علمائے اہل سنت کی کتب احادیث پر خدمات

برصغیر ہندو پاک میں علمائے اہل سنت اور مشائخ ملت کے کارہائے دینیہ آب زر سے لکھے جانے کے لائق ہیں، ان علما ومشائخ کے خدمات وکارنامے لائق تحسین بھی ہیں اور قابل تقلید بھی، ذیل میں ہم ان کی علم حدیث پر تصنیفی خدمات کی ایک مختصر سی جھلک پیش کرتے ہیں جس سے یہ بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے کارنامے کس قدر مہتم بالشان اور عظیم ہیں:

صحیح بخاری

شروحات:

- شرح صحیح بخاری: شیخ یعقوب صرفی کشمیری علیہ الرحمہ۔
- تیسیر القاری شرح صحیح البخاری: شیخ نور الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

شرح صحیح البخاری: شیخ الاسلام محمد بن فخر الدین دہلوی علیہ الرحمہ

- نور القاری شرح صحیح البخاری: شیخ نور الدین احمد آبادی علیہ الرحمہ
- ضوء الدراری شرح صحیح البخاری: علامہ غلام علی آزاد بلگرامی علیہ الرحمہ
- شرح غوثیہ (فارسی): علامہ سید شاہ محمد غوث صاحب لاہوری ثم پشاوری علیہ الرحمہ
- شرح صحیح بخاری (نامکمل): علامہ سید نعیم الدین مفسر مراد آبادی علیہ الرحمہ

بشیر القاری شرح صحیح البخاری: علامہ غلام جیلانی محدث میرٹھی علیہ الرحمہ

نعیم الباری فی انشراح البخاری: مفتی احمد یار خان نعیمی محدث بدایونی علیہ الرحمہ

الفیض الجاری شرح صحیح البخاری: علامہ فیض احمد اویسی محدث بہاول پوری علیہ الرحمہ

نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری: مفتی شریف الحق امجدی اعظمی علیہ الرحمہ

نعمۃ الباری شرح صحیح البخاری: علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ

- منحۃ الباری فی حل صحیح البخاری: مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری محدث بریلوی علیہ الرحمہ
- فیوض الباری فی شرح صحیح البخاری: علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری علیہ الرحمہ

تفہیم البخاری شرح صحیح البخاری: علامہ غلام رسول رضوی محدث امرت سری علیہ الرحمہ

شرح صحیح بخاری المعروف بہ جمال السنہ: علامہ ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر حفظہ اللہ

شرح صحیح بخاری: علامہ لیاقت علی رضوی حفظہ اللہ

حبیب القاری شرح صحیح البخاری: علامہ محمد یار شاہ نقشبندی حفظہ اللہ

حواشی:

- حاشیہ صحیح بخاری: امام محمد بن طاہر پٹنی علیہ الرحمہ

صحیح البخاری بحاشیۃ الامام السندی: علامہ ابو الحسن کبیر ٹھٹھوی المعروف بہ علامہ سندھی علیہ الرحمہ

حاشیہ صحیح بخاری: علامہ احمد علی محدث سہارن پوری علیہ الرحمہ

حاشیۃ البخاری، حاشیہ عمدۃ القاری، حاشیہ فتح الباری

حاشیہ ارشاد الساری: امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی علیہ الرحمہ

- حاشیہ صحیح بخاری: علامہ سردار احمد قادری چشتی علیہ الرحمہ

حاشیہ بخاری شریف: قاضی عبد السبحان ہزاروی علیہ الرحمہ

اسلاف واخلاف

تراجم:
- صحیح بخاری (فارسی): شیخ سلام اللہ محدث رام پوری علیہ الرحمہ
- صحیح البخاری (اردو): علامہ عبد الحکیم خاں اختر شاہ جہاں پوری علیہ الرحمہ
- صحیح بخاری شریف: مفتی محمد ابراہیم حنفی چشتی علیہ الرحمہ
- صحیح بخاری شریف (اردو): علامہ محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری حفظہ اللہ

دیگر:
- منحۃ الباری فی جمع مکررات صحیح البخاری: علامہ محمد عابد انصاری محدث سندھی علیہ الرحمہ
- الاحسان الساری بتیج صحیح البخاری: مفتی عمیم الاحسان مجددی برکتی علیہ الرحمہ
- تعلیقات الازھری علیٰ صحیح البخاری: مفتی اختر رضا خاں ازہری محدث بریلوی علیہ الرحمہ

درس بخاری: مولانا محمد احمد برکاتی امجدی حفظہ اللہ
(علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی حفظہ اللہ کے درس بخاری کا مجموعہ)
شان حبیب الباری من روایات البخاری: علامہ غلام مصطفیٰ مجددی علیہ الرحمہ

صحیح مسلم

شروحات:
- شرح صحیح مسلم: شیخ نور الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

شرح منبع العلم علیٰ صحیح مسلم: شیخ محب اللہ دہلوی علیہ الرحمہ
- تلخیص شرح مسلم امام نووی: علامہ فضل رسول عثمانی بدایونی علیہ الرحمہ
- شرح صحیح مسلم: علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ

شرح صحیح مسلم: علامہ لیاقت علی رضوی حفظہ اللہ
نفحۃ المسلم فی حل مقدمۃ مسلم ـــ البیان المفہم فی شرح قطعۃ من مسلم: علامہ بدر الدجیٰ رضوی مصباحی حفظہ اللہ

حواشی:
- حاشیہ صحیح مسلم: امام محمد بن طاہر پٹنی علیہ الرحمہ

حاشیہ صحیح مسلم: علامہ ابو الحسن کبیر ٹھٹھوی علیہ الرحمہ
حاشیہ صحیح مسلم: امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ
حاشیہ صحیح مسلم: علامہ سردار احمد قادری چشتی علیہ الرحمہ
حاشیہ صحیح مسلم: علامہ مفتی نظام الدین رضوی

تراجم:
- ترجمہ مسلم شریف مع مختصر حاشیہ: علامہ فیض احمد اویسی محدث بہاول پوری علیہ الرحمہ

صحیح مسلم شریف: علامہ ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر حفظہ اللہ
- صحیح مسلم شریف: حافظ محمد خان نوری

سنن ابو داؤد

شروحات:
- شرح سنن ابی داؤد: مولانا وصی احمد قادری محدث سورتی علیہ الرحمہ
- شرح ابوداؤد شریف: علامہ قمر الدین قمر اشرفی اعظمی علیہ الرحمہ
- شرح سنن ابوداؤد: علامہ قاری محمد طیب نقشبندی حفظہ اللہ
- شرح ابوداؤد شریف: علامہ لیاقت علی رضوی حفظہ اللہ

کنز الودود اردو شرح سنن ابوداؤد: علامہ مفتی محمد امتیاز قادری
- نعمۃ الودود فی شرح سنن ابی داؤد: علامہ عبد المصطفیٰ محمد مجاہد القادری حفظہ اللہ

حواشی:
- فتح الودود شرح سنن ابی داؤد: علامہ ابو الحسن کبیر ٹھٹھوی علیہ الرحمہ

حاشیہ سنن ابوداؤد: علامہ سردار احمد قادری چشتی علیہ الرحمہ
ابواب مختارۃ من سنن ابی داؤد (تعلیق وتحشیہ): علامہ صدر الوریٰ مصباحی حفظہ اللہ

تراجم:
- سنن ابوداؤد شریف (ترجمہ وتحشیہ): علامہ عبد الحکیم خاں اختر شاہ جہاں پوری علیہ الرحمہ
- ترجمہ سنن ابو داؤد شریف: علامہ ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر حفظہ اللہ

- سنن ابوداؤد: مولانا ابوالعرفان محمد انور مگھالوی

سنن ابن ماجہ

شروحات:

- شرح سنن ابن ماجہ: علامہ عبدالرزاق بھترالوی علیہ الرحمہ
- شرح سنن ابن ماجہ: علامہ قاری محمد طیب نقشبندی حفظہ اللہ

سنن ابن ماجہ: علامہ لیاقت علی رضوی حفظہ اللہ

حواشی:

- حاشیہ ابن ماجہ: امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ

حاشیہ سنن ابن ماجہ: علامہ سردار احمد قادری چشتی علیہ الرحمہ

تراجم:

- ترجمہ سنن ابن ماجہ: علامہ عبدالحکیم خاں اختر شاہ جہاں پوری علیہ الرحمہ

ترجمہ سنن ابن ماجہ: علامہ ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر حفظہ اللہ

- سنن ابن ماجہ شریف (ترجمہ وتخریج): علامہ عبدالمصطفیٰ محمد مجاہد القادری حفظہ اللہ

جامع ترمذی

شروحات:

- فیوض النبی شرح جامع الترمذی: علامہ ارشد القادری الرضوی الباکستانی حفظہ اللہ
- شرح ترمذی شریف: علامہ محمد یٰسین قصوری نقشبندی حفظہ اللہ
- تقریرات الالمعی فی کشف مافی جامع الترمذی: علامہ صدرالوریٰ مصباحی حفظہ اللہ

شرح جامع ترمذی: مولانا محمد عبداللہ ضیائی حفظہ اللہ

شرح جامع ترمذی: مفتی محمد ہاشم خان عطاری المدنی حفظہ اللہ

حواشی:

حاشیہ جامع ترمذی (نامکمل): علامہ ابوالحسن کبیر ٹھٹھوی علیہ الرحمہ

- حاشیہ جامع ترمذی: امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ

حاشیہ جامع ترمذی: علامہ سردار احمد قادری چشتی علیہ الرحمہ

تراجم:

- ترجمہ ترمذی شریف مع مختصر حاشیہ: علامہ فیض احمد اویسی محدث بہاولپوری علیہ الرحمہ

ترجمہ جامع ترمذی مع شمائل ترمذی: مولانا محمد صدیق سعیدی ہزاروی

جامع ترمذی شریف: علامہ ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر حفظہ اللہ

دیگر:

- تعلیقات شروح اربعہ ترمذی: مولانا وصی احمد قادری محدث سورتی علیہ الرحمہ
- تقریرات ترمذی: سید رفیع الدین شاہ سلطان پوری علیہ الرحمہ

سنن نسائی

شروحات:

- فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی: ڈاکٹر مفتی محمد کریم خان حفظہ اللہ
- شرح سنن نسائی شریف: علامہ لیاقت علی رضوی حفظہ اللہ

حواشی:

- سنن النسائی بشرح الحافظ جلال الدین السیوطی وحاشیۃ الامام السندی: علامہ ابوالحسن کبیر ٹھٹھوی علیہ الرحمہ

حاشیہ نسائی: امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ

حاشیہ نسائی: علامہ سردار احمد قادری چشتی علیہ الرحمہ

تراجم:

- ترجمہ سنن نسائی شریف: علامہ ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر حفظہ اللہ

سنن نسائی: مولانا ملک محمد بوستان حفظہ اللہ

سنن نسائی: مولانا دوست محمد شاکر حفظہ اللہ

دیگر:

- تعلیقات سنن نسائی: مولانا وصی احمد قادری محدث سورتی علیہ الرحمہ

مشکوۃ المصابیح

شروحات:

● اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ (فارسی): شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

۱ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ (ترجمہ وتحشیہ): مولانا محمد سعید احمد نقشبندی علیہ الرحمہ

۲ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ (ترجمہ/ ایک جلد): مولانا منشی سیف الدین شمسی اعظمی علیہ الرحمہ

۳ مقدمہ شرح مشکوۃ (شرح): مولانا ناصر الدین ناصر المدنی عطاری حفظہ اللہ

(شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی تصنیف "مقدمہ شرح مشکوۃ" کی شرح)

● لمعات التنقیح فی شرح مشکوۃ المصابیح (عربی): شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

۱ لمعات التنقیح فی شرح مشکوۃ المصابیح (تحقیق وتخریج): علامہ صدر الوریٰ مصباحی حفظہ اللہ

جامع البرکات منتخب شرح المشکوۃ: شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

شرح مشکوۃ المصابیح: مولانا وصی احمد قادری محدث سورتی علیہ الرحمہ

مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح: مفتی احمد یار خان نعیمی محدث بدایونی علیہ الرحمہ

شرح مشکوۃ المصابیح: علامہ ظفر القادری بکھروی حفظہ اللہ

شرح مشکوۃ: مفتی انس رضا قادری حفظہ اللہ

حواشی:

● حاشیہ مشکوۃ المصابیح: امام محمد بن طاہر پٹنی علیہ الرحمہ

حاشیہ مرقاۃ المفاتیح، حاشیہ اشعۃ اللمعات: امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ

حاشیہ مشکوۃ المصابیح: علامہ فیض الحسن سہارن پوری علیہ الرحمہ

● حاشیہ مشکوۃ شریف: قاضی عبد السبحان ہزاروی علیہ الرحمہ

عزیز المرقاۃ الی مطالب مشکوۃ (تصحیح وتحشیہ): علامہ مفتی عبد العزیز چشتی مزنگوی علیہ الرحمہ

تراجم:

● مظاہر حق: علامہ شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

(مشکوۃ المصابیح کا یہ ترجمہ اپنے تاریخی نام "مظاہر حق" نواب قطب الدین خاں دہلوی کی طرف منسوب ہے، مگر یہ ترجمہ درحقیقت شاہ اسحاق کا کیا ہوا ہے۔ حیات شاہ محمد اسحاق/ص ۱۴۰)

ترجمہ مشکوۃ المصابیح (پنجابی): علامہ ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی علیہ الرحمہ

مشکوۃ شریف: علامہ عبد الحکیم خاں اختر شاہ جہاں پوری علیہ الرحمہ

شرح معانی الآثار

● تعلیقات شرح معانی الآثار: مولانا وصی احمد قادری محدث سورتی علیہ الرحمہ

● حاشیہ طحاوی: امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ

کشف الاستار حاشیہ شرح معانی الآثار: مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ

فائض الانوار شرح معانی الآثار: قاضی عبد السبحان ہزاروی علیہ الرحمہ

خلاصۂ شرح معانی الآثار: علامہ عبد الرزاق بھترالوی علیہ الرحمہ

شرح معانی الآثار المعروف طحاوی شریف مع خلاصۂ مضامین: علامہ محمد صدیق ہزاروی حفظہ اللہ

خلاصہ شرح معانی الآثار: مولانا شکور احمد ضیاء سیالوی حفظہ اللہ

شرح طحاوی شریف (ترجمہ وشرح): علامہ لیاقت علی رضوی حفظہ اللہ

تفہیم الطحاوی: مولانا ابو حامد خلیل احمد عطاری المدنی حفظہ اللہ

● سراج الافکار فی توضیحات شرح معانی الآثار المعروف خلاصہ فقہ اسلامی (ترجمہ، تخریج اور تشریح): سید زاہد حسین حفظہ اللہ

A Comparative study of legal

School's of Islam.

(ترجمہ،تخریج اورتشریح) : سیدزاہدحسین حفظہ اللہ

مؤطا امام مالک

شروحات :

- المسوی من احادیث الموطا (عربی) : امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ
- المصفیٰ فی شرح مؤطا (فارسی) : امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ

شمس السالک فی شرح مؤطا مالک (عربی) : علامہ شمس الہدیٰ مصباحی حفظہ اللہ

تراجم:

- مؤطاامام مالک (ترجمہ وتحشیہ) : علامہ عبدالحکیم خاں اخترشاہ جہاں پوری علیہ الرحمہ
- الموطاامام مالک: علامہ ابوالعلاءمحمدمحی الدین جہانگیر حفظہ اللہ

مؤطا امام محمد

شروحات :

- شرح مؤطاامام محمد: علامہ محمدعلی علیہ الرحمہ

الموطاامام محمد(ترجمہ وشرح) : علامہ ابوالعلاءمحمدمحی الدین جہانگیر حفظہ اللہ

حواشی:

- التعلیق المجد علی مؤطا الامام محمد : علامہ عبدالحی محدث لکھنوی علیہ الرحمہ

۱ التنبیہ المسدد علی مافی التعلیق المجد : علامہ صدر الوریٰ مصباحی حفظہ اللہ

- مؤطا امام محمد (ترجمہ وتحشیہ) : علامہ محمد یٰسین قصوری نقشبندی حفظہ اللہ

مسند امام اعظم

شروحات:

- تنسیق النظام فی مسندالامام: علامہ محمدحسن سنبھلی علیہ الرحمہ
- شرح مسند امام اعظم : علامہ محمد واحد بخش غوثوی مہاروی علیہ الرحمہ
- فیضان اسلم فی شرح مسند الامام الاعظم : ابو الاحمد محمد نعیم قادری رضوی
- شرح مسند امام اعظم : علامہ محمد یٰسین قصوری نقشبندی حفظہ اللہ
- مسند امام اعظم (ترجمہ وتشریح) : مولانا دوست محمد شاکر حفظہ اللہ

مصباح الکلام فی شرح مسند الامام : مفتی عبدالمجید خاں رضوی مصباحی حفظہ اللہ

حاشیہ:

- حاشیہ مسندامام اعظم: امام احمدرضامحدث بریلوی علیہ الرحمہ

ترجمہ:

- مسندالامام الاعظم (ترجمہ) : حافظ محمدنویدعلوی قادری

ترتیب :

- المواہب اللطیفہ شرح مسند الامام ابی حنیفہ (عربی) : علامہ عابدانصاری محدث سندھی علیہ الرحمہ

مسند امام شافعی

- شرح مسندالامام الشافعی: علامہ عابدانصاری محدث سندھی
- مسندالامام الشافعی (ترجمہ) : علامہ ابوالعلاءمحمدمحی الدین جہانگیر حفظہ اللہ

مسند امام احمد بن حنبل

حواشی:

- حاشیۃ السندی علی مسندالامام احمد بن حنبل: علامہ ابوالحسن کبیر ٹھٹھوی علیہ الرحمہ
- حاشیہ مسندامام احمد بن حنبل: امام احمدرضامحدث بریلوی علیہ الرحمہ

شمائل ترمذی

شروحات:

- انوارغوثیہ شرح الشمائل النبویہ المعروف شمائل ترمذی :

اسلاف واخلاف

سید امیر شاہ قادری گیلانی علیہ الرحمہ

- شرح شمائل ترمذی: علامہ ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

تراجم :

- بہار خلد ترجمہ شرح شمائل ترمذی: علامہ سید کفایت علی کافی مراد آبادی علیہ الرحمہ
- شمائل ترمذی: علامہ محمد صدیق ہزاروی حفظہ اللہ

شمائل ترمذی (ترجمہ وتخریج): علامہ ظفر علی سیالوی حفظہ اللہ

مصنف عبد الرزاق

تراجم:

- مصنف عبد الرزاق: علامہ عبد الحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ

١ مصنف عبد الرزاق (ترتیب): مفتی محمد راحت خان قادری

المصنف عبد الرزاق (مکمل ترجمہ): علامہ ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر حفظہ اللہ

سنن دار قطنی

شرح :

- انوار المغنی فی شرح دار قطنی: علامہ فیض احمد اویسی محدث بہاول پوری علیہ الرحمہ

ترجمہ:

- سنن دار قطنی: علامہ ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر حفظہ اللہ

سنن درامی

حاشیہ :

- حاشیہ سنن درامی: امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ

ترجمہ:

- سنن درامی: علامہ ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر حفظہ اللہ

صحیح ابن حبان

ترجمہ:

- صحیح ابن حبان: علامہ ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر حفظہ اللہ

صحیح ابن خزیمہ

ترجمہ:

- صحیح ابن خزیمہ: علامہ ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر حفظہ اللہ

المستدرک علی الصحیحین

ترجمہ:

- المستدرک علی الصحیحین: حافظ محمد شفیق الرحمن قادری رضوی

مسند الامام زید

ترجمہ:

- مسند الامام زید: علامہ ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر حفظہ اللہ

المعجم الکبیر

ترجمہ:

- المعجم الکبیر: علامہ غلام دستگیر چشتی سیال کوٹی

المعجم الصغیر

ترجمہ:

- المعجم الصغیر: مفتی شفیق الرحمن قادری رضوی

□□□

ص ۵۱ رکا بقیہ..........

ہونے کی ضرورت ہے بلکہ ہمیں ”عورت بچاؤ مہم“ چلانا چاہئے تاکہ حکمران scandanaviyan belt کی طرح سخت قوانین بنانے پر مجبور ہو جائیں، سوشل میڈیا کی طاقت سے جہاں پر خاوند لیبر روم میں موجود ہوتا ہے، ہمارے ہاں تو اس کی زیادہ ضرورت ہے حتی المقدور نارمل کیس کی کوشش کی جاتی ہے آخری حد تک، ہمارے ہاں ایسا کیوں نہیں ہو سکتا، مصنوعی دردوں کے انجکشن نہیں لگوائے جاتے بلکہ قدرتی دردوں کو برداشت کرنے کا کہا جاتا ہے، ہمارے ہاں ایسا کیوں نہیں ہو سکتا؟ فرانس میں ہر حاملہ خاتون اور بچوں کو قانوناً چنے روزانہ کھلائے جاتے ہیں، فولاد کی کمی پوری کرنے کے لئے ہمارے ہاں ایسا کیوں نہیں ہو سکتا؟

نوٹ: مضمون نگار کی رائے سے سو فی صد نہ سہی تو کم از کم ۹۵ ٪ اتفاق ضرور کیا جا سکتا ہے، کیوں کہ یہاں کے اکثر ہاسپٹلز میں روز مرہ پیش آنے والے واقعات اس کے شاہد ہیں، ویسے کچھ ڈاکٹر آج بھی ایسے ہیں جو اپنے فرائض سے انصاف کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ [فاروقی]

□□□

(از: مولانا مرزا غالب نقشبندی*

بریلی میں اگر احمد رضا پیدا نہیں ہوتا

دنیائے سنیت کا وہ عظیم المرتبت تاجدار جس نے اجڑے ہوئے گلستاں کو نئی زندگی دی جس نے اپنے سیف قلم سے سرکش باطل پرستوں کو مجروح و مردہ کر کے گلشن عظمت مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہرا بھرا کیا ہزاروں بھکے ہوئے لوگوں کو اسلام و سنیت کا حلقہ بگوش بنایا جس نے عرب و عجم حل و حرم میں دشمنان مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر برق خاطف گراتے ہوئے بارگاہ احدیت کی عزت و جلالت اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و حرمت کا ڈنکا پوری دنیا میں بجایا جس کو دنیا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت تاجدار عشق رسالت پاسبانِ ناموس رسالت شیخ الاسلام والمسلمین الشاہ امام احمد رضا خان قادری رضی اللہ عنہ کے نام سے جانتی ہے۔

آج دنیا کے کڑوروں سنی مسلمان اعلی حضرت پر اپنی جانیں کیوں چھڑکتے ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کیا چیز ہے کہ جس کے ساتھ ان کی والہانہ وابستگی ہے، اعلیٰ حضرت کے اندر دین وایمان کی وہ کونسی خوبی تھی جس کی وجہ سے" بریلوی" کا لفظ اب سنی صحیح العقیدہ حق پرست طبقے کا علامتی نشان بن گیا ہے، ان تمام باتوں کا جواب ان کی مقدس زندگی کے کارناموں پر نگاہ ڈالے بغیر ملنا ناممکن ہے، چنانچہ ماننا پڑے گا کہ خدائے پاک جل جلالہ نے اپنے اس خاص بندے کو اپنے دین متین کی حفاظت و حمایت ہی کے لیے پیدا فرمایا تھا۔

دین کی تجدید و تبلیغ، اسلام کی حمایت ونصرت اور سنیت کی حفاظت و صیانت ہی آپ کی زندگی تھی آپنے ساری زندگی اسلام و سنیت کے احیا و تجدید پر قربان کردی اور کفار و مشرکین و مرتدین کی طرف سے ہونے والے تمام حملوں کا دندان شکن جواب دیا، دین کی تجدید و احیا کے فرض منصبی کو آپ نے جس خوبی کے ساتھ انجام دیا وہ آپ کی تصنیفات مقدسہ سے ظاہر ہے دنیا میں مشرکین و مرتدین کا کوئی ایک بھی ایسا مشہور فرقہ نہیں جس کے رد میں آپ کی متعدد تصنیفات نہ ہوں۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے کے علماے اسلام کے زمانے میں چونکہ وہابیت کا ابتدائی دور تھا اور خود وہابیت بھی تنہا تھی، اس کا ساتھ دینے والا کوئی دوسرا مذہب و فرقہ نہ تھا اس لیے ان حضرات علمانے تنہا وہابیت ہی کا مقابلہ کر کے اس کو پسپا کیا اور اپنے فرائض منصبی کو پورا کر کے سبکدوش ہو گئے، لیکن اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں وہابیت شباب پر تھی اور وہ اپنے پیٹ سے کئی نئے مذاہب یعنی دیوبندیت، نیچیریت، قادیانیت، چکڑالویت، دہریت، ندویت اور صلح کلیت وغیرہ کو بھی جنم دیئے چکی تھی، اعلیٰ حضرت نے ان سب سے چوکھیا لڑائی لڑنے کے ساتھ ساتھ باطل پرستوں کے حملے کا ایسا دندان شکن جواب دیا کہ پھر وہ اپنی کمر سیدھی نہ کرسکے۔

تاریخ شاہد ہے کہ وقت کا بڑے سے بڑا فتنہ چاہے اپنے چہرے پر کتنا ہی خوبصورت نقاب ڈال کر سامنے آیا ہو، اعلیٰ حضرت کے قلم کی ضرب سے پاش پاش ہو کے رہ گیا، عمل تطہیر کی اس مہم کے پیچھے نہ کسی حکومت کی سرپرستی نہ کسی دولت مند کی منت پزیری تھی، ایک بے قرار ناخدا کی طرح وسائل و اسباب کی پروا کئے بغیر امت کی کشتی کو طوفان کی زد سے بچانے کے لیے وہ تن تنہا بپھری ہوئی موجوں سے لڑتے رہے۔

ہاں ان کے پاس دو عظیم طاقتیں تھیں جن کے بل پر انہوں نے ہر موڑ پر کامیابی کا جھنڈا اگارتا چلا گیا ان میں ایک عشق ویقین کی طاقت جبکہ دوسری طاقت علم و فقاہت کے رسوخ معلومات کے نتیجے، فکر و نظر کی گہرائی، خداداد قوت حافظہ وادراک کی عجوبہ

رضویات

* مضمون نگار امام احمد رضا مسجد ٹھاکر گنج کشن گنج بہار کے امام وخطیب ہیں۔

کاریوں اور قدسی روحانیت کی توانائی کی تھی، جن کے جلوے ان کی تصنیفات کے ہزار صفحات پر بکھرے ہوئے ہیں جس کی زندہ مثال خود فتوی رضویہ شریف ہے۔

سابق علمائے اسلام نے ردِوہابیت کے سلسلے میں تحریر سے زیادہ تقریر سے کام لیا تھا جس سے صرف حاضرین خوب فیضیاب ہوئے لیکن اعلیٰ حضرت نے تقریر کے ساتھ تحریری رد کے انبار لگادئیے اور وہابیت کے کلیات وجزئیات سب کا ابطال فرمادیا، اعلیٰ حضرت نے مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی حق بین نگاہوں سے دیکھ لیا تھا کہ وہابیت کو صرف موجودہ فتنوں کے پیدا کرنے پر چین نہ آئے گا بلکہ آگے چل کر وہ نئے نئے فتنوں کو بھی جنم دے گی اس لیے آپ نے ایک طرف احقاق حق وابطال باطل کی خاطر اپنے دور کے تمام فتنوں کی سرکوبی فرمائی اور دوسری طرف حق کو بلند کرنے اور باطل کو مٹانے کے واسطے عام سنیوں کو بھی دلائل وبراہین کے ہتھیاروں سے مسلح فرد یا اور سنیوں کی آئندہ نسل کے لیے سامان جنگ کا ذخیرہ اتنا کافی جمع کر دیا کہ جب بھی حق کے مقابلے میں بے دین فرقے وہابی، دیوبندی سر ابھاریں تو انہیں کچل کر رکھ دیا جائے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اپنے انہیں کارناموں کے باعث علما مشائخ اور عام سنیوں کی عقیدت کا مرکز بن گئے، لہٰذا جس نے بھی امام اہل سنت کی زندگی کو پڑھا اور ان کے کارناموں پر نظر ڈالی وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ ؂

نہ جانے حال کیا ہوتا تمامی اہلسنت کا
بریلی میں اگر احمد رضا پیدا نہیں ہوتا

خدائے تعالیٰ کا وہ برگزیدہ بندہ جس کا نیزۂ قلم یادگار ذوالفقار جس کے مبارک نام کی ہیبت سے بے دینیوں کے کلیجے شق ہو جاتے تھے جو نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا سچا عاشق، سیدنا غوث وخواجہ رضی اللہ عنہما کا سچا نائب وجانشین اسلام کی بنیادوں کو مضبوط کرنے والا کفر کے قلعوں کو ڈھا دینے والا جب اس نے اپنی شمشیر خارا شگاف سے اللہ عزوجل کی چادر عظمت پر کذب وعیب کا دھبہ لگانے والوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں صریح گالیاں لکھنے والوں اور مسئلہ ختم نبوت کا انکار کرنے والوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تو وہابیوں دیوبندیوں ندویوں نے اس جلیل القدر مرد مومن کے خلاف افترا وبہتان کا طوفان کھڑا کر دیا اور عام مسلمانوں کو بھڑکانے کے لیے کتابوں رسالوں اور اخباروں میں شور مچادیا کہ اعلی حضرت مولانا احمد رضا خان مکفر المسلمین ہیں بات بات پر مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں حالاں کہ اعلیٰ حضرت نے کسی بھی مسلمان کو کافر نہیں بنایا بلکہ جو لوگ ضروریات دین کا انکار کر کے خود ہی کافر ومرتد ہو چکے تھے، لیکن اپنی منافقت کی وجہ سے اپنے کو مسلمان کہلواتے رہے ان مرتدوں کے کفر وارتداد کو اعلیٰ حضرت نے منظر عام پر کر دیا اور بحکم شریعت اسلامیہ ان کے کافر ہونے کا فتویٰ شائع فرمادیا۔

اعلیٰ حضرت کے اس فتویٰ کے تعلق سے انہیں باطل فرقوں کا ایک مولوی مرتضی حسن دربھنگوی تحریر کرتا ہے کہ اگر مولانا احمد رضا خان صاحب کے نزدیک بعض علماے دیوبند یعنی گنگوہی، نانوتوی، تھانوی، انبٹھوی، وغیرہ پیشوان وہابیہ واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انھیں سمجھا تو مولانا احمد رضا خان صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی کہ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے جس طرح علمائے اسلام پر مرزا قادیانی کو کافر ومرتد کہنا فرض تھا ٹھیک اسی طرح اعلیٰ حضرت پر ان مولیوں کو کافر کہنا فرض تھا۔

(سوانح اعلیٰ حضرت، علامہ بدرالدین قادری بحوالہ اشد العذاب)

جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے جبل استقامت کی طرح جم کر ان باطل فرقوں اور باطل پرستوں کا مقابلہ کر کے ان کی گمراہیوں، بدعتوں اور فتنوں کو بے نقاب فرمایا تو ان دشمنان دین نے آپس میں سازش کی اور اعلیٰ حضرت کی شخصیت کو ہر طرح سے کھنگالا آپ کی کتابوں کو ٹٹولا تحریروں کا ایک ایک جملہ پرکھا لیکن یہاں انہوں نے صرف یہی پایا کہ دین متین کا یہ مجدد اگر ایک طرف تقدیس الٰہی کا خطبہ پڑھ رہا ہے، عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نغمہ سنا رہا ہے، عزت انبیا کا گن گا رہا ہے اور مذہبی ڈاکوں کی سرکوبی کا سامان تیار کر رہا ہے تو دوسری طرف بقیہ ص ۳۲ پر

(از: معلمہ اے رضویہ*)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کون؟

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہیں جو حضور سراپا نور مجسم ﷺ کا سچا وارث بن کر اپنی نورانی کرنوں سے بدمذہبی کی کالی گھٹا کو تتر بتر کردے، سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں پر قہر الٰہی کی بجلی بن کر گرے۔

سرکار اعلیٰ حضرت وہ ہیں جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نائب بن کر اپنے قلمی تلوار سے تھانوی اور پنجابی مُسَیْلِمہ کذّاب کو موت کے گھاٹ اتار دے، سرکار اعلیٰ حضرت وہ ہیں جو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آئینہ بن کر اسلامی مسائل اور شرعی احکام کے چہروں سے گرد وغبار صاف کر کے ان کو اپنی اصلی شکل میں پیش کرے، سرکار اعلیٰ حضرت وہ ہیں جو حضور غوث اعظم شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مظہر بن کر الحاد کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں کو چیر دے، سرکار اعلیٰ حضرت وہ ہیں جو اپنے زمانے کا امام ابومنصور ماتریدی اور امام ابوالحسن اشعری بن کر ڈراؤن اور نیوٹن کے فلسفے کا شیشہ چکنا چور کردے اور نیچریت کی کھال ادھیڑ کر رکھ دے، سرکار اعلیٰ حضرت وہ ہیں جو آفتاب رشد وہدایت بن کر وہابیت کی تیز وتند آندھیوں کا مقابلہ کرے۔

سرکار اعلیٰ حضرت وہ ہیں جو دین کا بادشاہ بن کر ایمان کے ڈاکوؤں کا بھیجا نکال باہر کردے، سرکار اعلیٰ حضرت وہ ہیں جو محمدی کچھار کا شیر بن کر مذہبی بھیڑیوں کا قلع قمع کردے، سرکار اعلیٰ حضرت وہ ہیں جو اپنے تجدیدی کارناموں سے امتِ مرحومہ کا دین تازہ اور حضور اقدس سید عالم ﷺ کی مردہ سنتوں کو زندہ کردے، سرکار اعلیٰ حضرت وہ ہیں جو مخصوص گروہ والے ہیں جن کے لئے رحمت عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُلَھَا دِیْنَھَا۔ یعنی ہر صدی کے ختم پر اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک مجدد ضرور بھیجے گا جو امت کے لئے اس کا دین تازہ کردے گا۔ (ابوداؤد شریف، جلد ثانی، ص 241)

حدائق بخشش اور امام احمد رضا

حدائق بخشش قرآن وحدیث کا ترجمان مضامین ہے اور کہیں کہیں تو قرآن وحدیث کے بعینہٖ کلمات وعبارت جلوہ گر ہیں اور آقائے دو جہاں ﷺ کے مقدس وخوبصورت شمائل وخصائل بیان کرتی ہوئی ایک خوبصورت نعتیہ دیوان ہے جس سے آپ کی اللہ کے حبیب ﷺ سے سچے عشق کا پتہ چلتا ہے کہ آپ نے حضور کے لئے ایسے الفاظ اور ایسے استعارے استعمال کی ہیں جو انتہائی ادب محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں، تمام کلام شروع سے آخر تک پڑھتے جائیں لفظ ''یثرب'' کہیں نہ پائیے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے قدوم ناز سے تمام برائیوں اور بیماریوں کو دور فرما کر ''یثرب'' کو ''طیبہ'' بنا دیا ہے۔

شریعت کے حدود سے ناواقف شعرا جوش وعقیدت میں اولیائے کرام کو صحابہ عظام پر فضیلت دے جاتے یا سرکار دوعالم ﷺ کا مقابلہ دیگر انبیائے کرام سے اس طرح کرتے ہیں کہ حضرات انبیائے کرام کا احترام باقی نہیں رہتا، اعلیٰ حضرت کے کلام میں اس قسم کی باتیں نہ ملیں گی، اکثر شعرا نے کعبہ، عرش، حرم، مسجد، جنت، رضوان وغیرہ کی حرمت کو ٹھیس پہنچائی ہے اور بت خانہ، میخانہ، کفر وزنا وغیرہ کی عظمت ثابت کی ہے، یہ بہت ہی معیوب اور ایمان کش روش ہے، اعلیٰ حضرت کا کلام اس قسم کی لغویات سے بالکل پاک ہے۔

رضویات

آپ کا کلام جھوٹ، مبالغہ، ریا، تصنع، تکلف سے بالکل منزہ ہے ہر جگہ خلوص وعقیدت، صدق وحقانیت اور جذب دل کی ترجمانی ملے گی، عقائد اہل سنت کی تبلیغ، اطاعت ومحبت رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تلقین، باطل پرستوں کی تردید بھی آپ کے کلام کی خصوصیت ہے، سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بے انتہا نیاز مندانہ عقیدت بھی آپ کی امتیازی شان ہے، دشمنانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تفضیح و تفضیح میں آپ کا شعر وسخن شاعر بارگاہِ رسالت ''سید نا حسّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' کے پاکیزہ کلام کا آئینہ ہے۔

''سچ تو یہ ہے کہ حقیقتاً نعت لکھنا نہایت مشکل ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچا جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے، البتہ حمد لکھنا آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے، غرض حمد میں ایک اصلاً حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے۔'' (الملفوظ، حصہ دوم، صفحہ ۳۰)

اعلیٰ حضرت نے حدود شریعت میں رہ کر جس جوش اور خلوص سے اپنے آقا سید عالم ﷺ کی عظمت وجلالت کے خطبے پڑھے ہیں اور جس ولولہ اور کیف کے ساتھ اپنے مولیٰ کی ثنا کے نغمے گائے ہیں وہ آپ اپنی مثال ہیں، میدان نعت ومنقبت میں آپ کا کوئی حریف ومقابل نہیں چنانچہ خود فرماتے ہیں۔

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہِ ہدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

امام اہل سنت کے خطبات اور اہل سنت کے لئے پیغام

امام عشق ومحبت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس طرح قلم کے دھنی تھے، اسی طرح میدانِ خطابت کے شہسوار بھی تھے، اگر آپ کی تحریر تحقیقات وتدقیقات کے دریا بہاتی تو آپ کی تقریر حقائق وعرفان کے انوار برساتی تھی لیکن چونکہ ہمیشہ اور قائم ودائم اور امت مسلمہ تک علم دین وحق کو پہچانا صرف تحریر کو حاصل ہے کہ آئندہ کے دور میں ہر جگہ علم رضا ہی کی روشنی کی ضرورت رہے گی، اس لئے آپ کی مقدس زندگی کے اوقات تصنیفاتِ کتب میں صرف ہوئے، تاہم خود شہر بریلی میں ہر سال آپ کے تین زبردست وعظ تو پابندی کے ساتھ ہوا کرتے تھے۔

1 ایک وعظ مدرسہ میں جلسہ دستار فضیلت کے موقع پر۔

2 دوسرا جلسہ عید میلاد النبی ﷺ میں جو ہر سال بارھویں ربیع الاوّل شریف میں شاندار طریقے سے منایا جاتا رہا۔

3 تیسرا بیان مرشد برحق حضرت شیخ المشائخ سید آل رسول صاحب مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس شریف کے موقع پر۔

ان کے علاوہ مسلمانوں کی عرض وتمنا پر شہر اور بیرنجات میں بھی آپ کے بیانات ہوتے تھے، آپ کی تقریروں تحریروں اور تمام تصنیفوں کے خلاصے میں تین باتیں ہوتی ہیں۔

1 دنیا بھر کی ہر ایک لائق محبت ومستحق تعظیم چیز سے زیادہ اللہ ورسول جل جلالہ ﷺ کی محبت وتعظیم ہے۔

2 اللہ ورسول ہی کی رضا کے لئے اللہ ورسول کے دوستوں سے دوستی ومحبت جل جلالہ ﷺ۔

3 اللہ ورسول ہی کی خوشی کے لئے اللہ ورسول کے دشمنوں سے نفرت وعداوت جل جلالہ ﷺ۔

آپ ساری عمر دنیا کو یہی بتاتے رہے کہ جس مسلمان کے دل میں ان تینوں باتوں میں سے ایک بات بھی کامل نہیں تو اس کا ایمان بھی کامل نہیں، الغرض کے آپ نے مسلمانانِ عالم کو شانِ الٰہی کا سچا ادب سکھایا پیارے مصطفیٰ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا سبق پڑھایا، حضرات انبیا ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمت وحرمت کے گن گانا بتایا، صحابۂ کرام واہلِ بیت عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی محبت وعقیدت کا درس دیا حضرات اولیا قدست اسرارہم کے احترام واکرام کا چراغ روشن کیا، محبوبانِ بارگاہ الٰہی کے دشمنوں سے دور اور نفور رہنے کا شرعی حکم سنایا، شریعت وطریقت کی سچی تعلیم دی، نبی کریم ﷺ کی سنتوں پر خود بھی عمل پیرا رہے اور اپنے لوگوں کو بھی عمل کراتے رہے۔

ہم نے سمجھا نہ تھا مرتبہ آپ ﷺ کا
اک ولی نے مگر ہم پہ احسان کیا

سرمہ عشق آنکھوں مسیں پہنا دیا
ڈال دی قلب مسیں عظمت مصطفیٰ

سیدی اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

مسلک اعلی حضرت کیا چیز ہے

یہ بات جاننے کے قابل ہے کہ آج دنیا کے کروڑوں سنی مسلمان اعلیٰ حضرت پر اپنی جان کیوں چھڑ کتے ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کیا چیز ہے جس کے ساتھ ان کی والہانہ وابستگی ہے، اعلیٰ حضرت کے اندر دین وایمان کی وہ کونسی خوبی تھی جس کی وجہ سے "بریلوی" کا لفظ اب سنی صحیح العقیدہ حق پرست طبقے کا علامتی نشان بن گیا ہے، آپ اگر گہرائی سے جائزہ لیں گے تو یہ بات واضح ہو جائے گی کسی کو ماننے کے لیے دو ہی طرح کے جذبے محرک ہوا کرتے ہیں:

1 سیاسی مالی اور مادی اقتدار کی خواہش
2 عقیدہ اور دینی قدروں کے ساتھ ہم آہنگی

مثال کے طور پر قادیانی مذہب کو لے لیجئے جو انگریزی حکومت کی سرپرستی میں ایک جھوٹی باطل اور مصنوعی نبوت کی بنیاد پر کھڑا کیا گیا، اس کا باطل ہونا اتنا واضح اور روشن تھا کہ یہ مذہب جہاں سے شروع ہوا تھا، وہیں اسے دفن ہو جانا چاہئے تھا لیکن مسلم نما لوگ انگریزی حکومت کے تلوے چاٹنے والے اور اقتدار کی لالچ میں اس قدر اندھے ہو گئے تھے، آنکھوں سے دیکھ کر جان سمجھ کر بھی اس جھوٹی مصنوعی نبوت پر ایمان لے آئے اور ایک صریح کفر کو انھوں نے حلق کے نیچے اتار لیا، جس کے کفر ہونے پر نبوت کا دعویٰ کرنے والوں سے جنگ عہد صحابہ سے لے کر عہد حاضر تک پورے سلسلے کے ساتھ ڈیڑھ ہزار برس کی بوجھل شہادتوں کا انبار لگا ہوا تھا، لیکن برطانوی حکومت کے بطن سے پیدا ہونے والا ایک جھوٹا مذہب صرف اسی لئے دنیا میں پھیل گیا کہ اس کے پیچھے مادی آسائش اور مادی منافع کا جذبہ پوری طرح کارفرما تھا۔

یہی تاریخ تبلیغی جماعت کی بھی ہے، اس کی بنیاد بھی حکومت برطانیہ کے سائے میں رکھی گئی اور اسی کی مالی سرپرستی میں پروان چڑھے، یہ الزام نہیں جو انکار کر دے بلکہ یہ راز فاش بھی انھیں لوگوں نے کیا جو تبلیغی جماعت کے اکابر کی حیثیت سے آج بھی اپنے گروہ میں مانے اور جانے جاتے ہیں، یہاں تک کہ اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے طفیل اس خفیہ تعلق کی پول خود ان لوگوں نے نہ کھولی ہوتی تو کسی کو بھی اس اسلامی دشمن کا سراغ تک نہ ملتا اور اب سعودی عرب کے ریال اور امریکہ برطانیہ کے ہمنوا حکومتوں کے سیاسی رسوخ نے تبلیغی جماعت کو دینا کے کونے کونے پہنچا دیا ہے، آپ اگر تبلیغی جماعت کے اندرونی نظام کا جائزہ اگر غیر جانبداری کے ساتھ لیں تو پتہ چل جائے گا کہ ہوائی جہازوں کے پروازوں سیر سیاحت اور چلّے کے نام پر لمبے لمبے سفروں کے پیچھے مادی کشش کے کیسے کیسے ساز و سامان موجود ہیں، دین کے نام پر روپیوں کی لالچ میں اس دور بلا میں عوام کی بھیڑیوں ہی نہیں لگ رہی ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو مالی اور اقتدار لالچ و دنیا کا منافع کمانے میں اپنے دین اور مُلک کے ساتھ غدّاری کر گزرے اور دنیا بھر میں مسلمانوں کو برا ثابت کیا، در اصل اسلام سے ان کا کوئی لینا دینا ہی نہیں کیونکہ دل میں محبت ایمان اور لالچ ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔

اب آئے حیرت و مسرت کے ملے جلے ان صاف ستھرا عقیدوں کے جذبات کو دیکھیں کہ عقیدہ اور دین کی ہم آہنگی کی بنیاد پر کسی کے گرد لوگ کیسے جمع ہوتے ہیں، مذہب اہل سنت اپنی پوری روایات و تفصیلات کے ساتھ چودہ سو سال سے منتقل ہوتا ہوا ہم تک پہنچا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت سے لے کر آج تک ہر دور میں امت کے محترم علما عظام عرفا و مشائخ و صالحین نے اس شجرہ کی آبیاری کی، اس کی عظمتوں کو ہر طرح کی تکلیفوں کو برداشت کرتے ہوئے دشمن دین سے اسے سنبھالا اور ہر فتنوں کے سامنے سینہ تان کر کھڑے رہے تب جا کر یہ دین کا چمن ہرا بھرا نظر آرہا ہے، جس کے گل کھلے ہوئے ہیں اور ہمارے دلوں کو معطر و منور کئے ہوئے ہیں۔

یہی وجہ ہے کے جہاں دین کے دشمن اسلام کو گرد آلود کرتے وہاں دین کے نگہبان و محافظین اپنے بقیہ ص ۲۷ / پر

ایک حقیقت آشنا کے قلم سے

حاملہ خواتین اور نوزائیدہ بچوں کی پریشانیاں

اکثر لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ آج کل ڈیلیوریز نارمل کیوں نہیں ہوتی ہیں حالانکہ آج کل جدید ترین ہاسپٹل، طبی سہولیات میسر ہیں، جب کسی خاتون کو امید ہوتی ہے تو وہ فوراً لیڈی ڈاکٹر کے پاس جاتی ہے، نو ماہ اس کی زیر نگرانی باقاعدگی سے چیک اپ کراتی ہے، اس کی تجویز کردہ ادویات بھی کھاتی ہے، ان کی مہنگی فیسیں بھی ادا کرتی ہے، مگر جب ڈیلیوری کا وقت آتا ہے تو پھر کیس نارمل کیوں نہیں ہوتا؟ نو ماہ مسلسل فولک ایسڈ اور کیلشیم کی گولیاں کھانے اور venofer کی ڈرپس لگوانے کے باوجود ڈیلیوری کے وقت خون کی کمی کیوں ہو جاتی ہے؟

میرے عزیزو! اس سوال کا جواب کچھ اس طرح ہے کہ ڈیلیوری نارمل نہ ہونے کی سب سے بڑی وجہ مسکولر ٹشوز کا سخت ہونا ہے اور رطوبت تلیہ Lyphatic liquids کا کم ہونا ہے یاد رکھیں کہ عورت کے جسم میں جتنی لچک اور Flexibility ہو گی، بچہ کے اتنے ہی چانسز نارمل کے ہوں گے اور جتنے سخت ہوں گے اتنا ہی آپریشن کا امکان زیادہ ہوگا، مندرجہ ذیل عوامل عورت کے جسم کے مسکولر ٹشوز کو سخت اور راستوں کو تنگ کر دیتے ہیں اور ان کے اندر کی رطوبت تلیہ lympatic liquids بھی کم ہو جاتی ہیں جو لبریکیشن کا کام کرتی ہیں، فطرت اور نیچر کے خلاف جب ہم چلے گے تو فطرت ہمیں سزا ضرور دے گی، یعنی فطرت سے روگردانی کی سزا کی وجہ سے ہمیں آپریشن سے گزرنا پڑتا ہے، قطع نظر اس کے کہ بہت بڑی بڑی بلڈنگز ہیں، ہاسپٹل کے آلات ہیں، مہنگے ڈاکٹرز ہیں، مہنگی ادویات اور مہنگے انجکشنز، ائیر کنڈیشنڈ کمرے۔

یاد رکھیں یہ سب کچھ کبھی بھی فطرت کا متبادل نہیں ہو سکتے، پیسے کا لالچ اور ہوس اور انسانیت سے دوری، مریض کی زندگی اور صحت سے زیادہ مریض کی جیب پر نظر کا ہونا دوسری بڑی وجہ ہے، عورتوں کا سہل پسند ہونا اور یہ تصور کہ حمل ہو جانے کے بعد کام نہیں کرنا، سارا دن فارغ بیٹھے رہنا، مسکولر ٹشوز اور خصوصاً اووری کے مسلز کو نرم اور flexible بنانے کے بجائے stiff اور سخت بنا دیتا ہے، فارغ سارا دن لیٹے رہنے کی بجائے اگر مخصوص ورزش خصوصاً آخری مہینوں میں کی جائے یا گھر کے کام کاج کئے جائیں جیسے جھاڑو دینا، ڈسٹنگ کرنا، اس سے اووری کے مسلز کو حرکت ملے گی، جس سے حرارت پیدا ہوگی جو مسلز کو نرم کرے گی۔

خوراک میں جب ہم فولک ایسڈ یا venofer کے انجکشن لگائیں گے تو یہ لوہا ہونے کی وجہ سے جسم کے مسلز کو انتہائی زیادہ سخت کرے گا، کیونکہ یہ مسلز کی خوراک ہے، جس سے راستہ کھلنے کے بجائے اور زیادہ تنگ ہوگا، اس کی جگہ اگر کالے چنے، مربہ ہڑڑ، مربہ املہ، مربہ بہی، سیب، پالک، ساگ، کلیجی، دودھ، انڈا، شہد، گھی، منقیٰ، آڑو، لونگ، دارچینی، بادام، زعفران کا استعال کیا جائے تو اس سے جسم کو قدرتی فولک ایسڈ اور خون بھی وافر مقدار میں ملے گا اور جسم کے مسکولر ٹشوز سخت ہونے کے بجائے طاقتور اور نرم ہوں گے، خوبصورت بچے پیدا ہوں گے۔

دوسری طرف کیلشیم کی گولیاں ہڈیوں کو سخت کر دیتی ہیں، نو ماہ بے دریغ کیلشیم کی گولیاں کھانے سے ماں اور بچے دونوں کی ہڈیاں سخت، تو آپ اندازہ کر لیں مسکولر ٹشوز بھی سخت، ہڈیاں بھی سخت، اسی لیے بعض اوقات کہہ دیا جاتا ہے کہ بچے کا سر بڑھا ہوا ہے، ماں کی ہڈی بڑھی ہوئی ہے اپریشن ہی ہوگا، بھائی نو ماہ اندھا دھند گولیاں کھلا کھلا کر آپ نے نارمل ڈیلیوری کا چانس چھوڑا ہی کب ہے، کیونکہ اس سے کمائی زیادہ ہے، آپریشن سے تو پیسے بنتے ہیں، نارمل سے کیا ملنا ہے۔

طب و صحت

اگر قدرتی کیلشیم دودھ، دہی، انڈے، گھی کھلایا جاتا تو کبھی کیلشیم کی کمی نہ آتی اور ہڈیاں مضبوط تو ہوتیں، نہ بڑھتیں، سخت نہ ہوتیں، ہاں! دکان کی سیل کم ضرور ہو جاتی، کمیشن ضرور کم ہو جاتا، اسٹور کی سیل کم ہو جاتی، آپس میں لڑائی پڑ جاتی، بینک بیلینس کم ہو جاتا۔

کیونکہ عملی طور پر ہمارا یقین اللہ تعالیٰ کی ذات اور انسانیت پر زیرو ہے، تقریروں اور گفتگو میں 1000 فی صد ہے، ڈیلوری نارمل نہ ہونے کی ایک بڑی وجہ جیسا کہ میں نے بتایا، ہڈیوں کا سخت ہونا، مسکولر ٹشوز کا سخت ہو کر ان میں لچک کا کم ہونا اور اس میں رطوبات صالح کی کمی کا ہونا ہے جو لبریکیشن کا کام کرتی ہیں، ان سب کے لیے آخری ماہ، صدیوں سے آزمودہ فارمولہ ہے جو ہماری مائیں استعمال کرتی آرہی تھیں، ایک تو جسمانی مشقت اور ورزش تھیں پاؤں کے بل، تو دوسری اہم چیز دیسی گھی، دودھ میں ڈال کر چھواروں، زعفران کا استعمال تھا، جس میں فولاد، کیلشیم، گندھک، یعنی حرارت وافر مقدار میں موجود ہوتی ہیں۔

اس کا چھوڑ دینا اور سارا دن عورتوں کا بستر پر لیٹے رہنا اور کیلشیم فولک ایسڈ کی گولیاں کھانا اور venifer کے انجکشن لگوانا ہے، پھر ڈیلیوری کے روز اور دوران ڈیلیوری جو ظلم وستم ہوتا ہے، اللہ کی پناہ!

ایک تو شرم وحیا کی دھجیاں اڑادی جاتی ہیں، جسم دکھایا جاتا ہے، استغفر اللہ! پھر پیسے کے لالچ اور حرص میں ہم اس حد تک گر چکے ہیں کہ نارمل کیسز کو کٹ لگوا کر جیبوں پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے، ایک اور ظلم جس کی طرف بطور خاص توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ بچہ جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو اس کا درجہ حرارت ۷۰ر سے ۹۰ر تک ہوتا ہے، لیبر روم میں ائیر کنڈیشن ہونے کی وجہ سے ایک تو ماں کے عضلات سردی سے سکڑتے ہیں، یہ سائنس کا اصول ہے کہ سردی سے چیزیں سکڑتی اور حرارت سے پھیلتی ہیں۔

کمرے میں ۱۶ر درجہ کا ٹمپریچر ہونے سے رحم سکڑے گا یا پھیلے گا؟ یقیناً سکڑے گا تو یہ چیز نارمل ڈیلوری میں معاون ہوگی یا رکاوٹ؟ یقینی جواب ہے: رکاوٹ! مگر نازک مزاج ڈاکٹر صاحبان کو گرمی لگے گی، لہٰذا مریض جائے بھاڑ میں یا موت کے منہ، آں جناب کی طبع نازک یہ برداشت نہیں کر سکتی، ڈاکٹر ہو کر اس کی ناک پر پسینہ آجائے، اتنا بڑا ظلم؟ حد تو یہ ہے کہ ڈاکٹر تو ڈاکٹر ہیں، لیبر روم کا صفائی والا عملہ، اس کا نخرہ اور اس کا رعب، اللہ کی پناہ، وہ آسمان پہ ہوتا ہے، مگر سلام ہے، ہماری ان ماؤں اور بہنوں کو جو لیبر روم میں انگھیٹیاں جلا کر پسینے سے شرابور ہو کر گھر میں ہی اس فطری عمل کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتی تھیں۔

اس سلسلے میں ایک اور مسئلہ بچے کا سانس اکھڑنا اور incobeter میں ڈالنا ہے، پیارے بھائی! جب بچہ یک دم تقریباً ۸۰ر-۹۰ر کے ٹمپریچر سے یک دم ۱۶ر کے ٹمپریچر پہ آئے گا تو اس کا سانس نہیں اکھڑے گا تو اور کیا ہوگا؟ پھر درد کے انجکشن لگوانے کی سزا بلکہ بھینسوں والے انجکشن پابندی کے باوجود لگائے جاتے ہیں، جو عورت کو ساری زندگی کمر درد کی صورت بھگتنا پڑتی ہے، پھر ایک ایک دن کا گننا اور ایک دن بھی اوپر نہ جانے دینا کہ گاہک کسی اور دکان کا رخ نہ کر جائے، ظلم پہ ظلم، ڈاکے پہ ڈاکہ۔

اس سلسلے میں صرف اتنا عرض ہے کہ پھل جب پکتا ہے تو خود بخود نیچے گرتا ہے، دردیں قدرتی اور فطری ہونی چاہیے، یاد رکھیں فطرت انسان کی دوست ہے، دشمن نہیں، مصنوعی دردیں کہ گاہک دوسری دکان پر نہ چلا جائے کے خوف سے بھینسوں والے ٹیکے لگائیں گے تو فطرت کے ساتھ بھیانک مذاق ہے، پھر نتائج تو بھگتنا پڑیں گے، سزا تو ضرور ملے گی، فطرت کسی کو معاف نہیں کرتی، پھر یاد رکھیں کہ بچوں کے اندر جتنے کیسز، خون کی کمی کے آرہے ہیں، وہ سب کے سب مصنوعی فولک ایسڈ اور مصنوعی کیلشیم کی وجہ سے ہیں کیونکہ اس سے تلی spleen کا فعل متأثر ہوتا ہے، جس سے وہ انیمیا کا شکار ہو جاتے ہیں، المختصر فطرت سے جتنا دور ہٹیں گے اتنی ہمیں سزا زیادہ ملے گی، اس موضوع پر بہت کچھ ہے لکھنے کو، مگر عمل کرنے کے لئے یہی ہے۔

میرے پیارے پیارے بھائیو! یہ ہماری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی زندگیوں کا مسئلہ ہے، اس لئے سب کو بیدار بقیہ ص ۴۴ر پر

از: مشاہد رضوی بلا گر ٹیم

لڑکیوں کی تعلیم و تربیت اور ماؤں کی ذمہ داریاں

نسوانیات

اسلام ایک مکمل دین ہے، اس نے زندگی کے ایک ایک گوشے کے بارے میں ہماری رہنمائی کی ہے، اگر اسلام ہمیں عبادات و ریاضات کے طریقے سکھاتا ہے تو ہمارے معاملات اور معمولات پر بھی بھر پور روشنی ڈالتا ہے کہ اسلام کے ماننے والے کسی دوسرے مذہب کے محتاج نہ رہیں، قرآن وحدیث اور سرورِ کائنات ﷺ کی مقدس سیرت سے ہم اگر صحیح طور پر درس لیں تو ہماری زندگی نکھری اور ستھری ہوئی بسر ہوگی، اسلام نے جہاں مردوں کے حقوق مقرر کیے ہیں وہیں عورتوں کے حقوق کی بھی تاکید کی ہے، اگر یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے تو غریبوں کی ہمدردی کا بھی سبق دیا ہے، اگر بڑوں کے ادب واحترام کا سلیقہ بتایا ہے تو بچوں پر شفقت ومحبت کی تلقین بھی کی ہے، غرض یہ کہ اسلام نے ہر فردِ بشر کے حقوق کی ایسی حفاظت کی ہے کہ کسی کو بھی اپنی حق تلفی کا احساس نہیں ہوتا۔

اسلام سے پہلے جہاں اور لوگوں کے حقوق پامال ہوتے تھے، وہیں عورتوں کی حق تلفی سب سے زیادہ ہوتی تھی، عورت معاشرے میں سب سے کم تر تصور کی جاتی تھی، ماں کے روپ میں بھی عورت کی کوئی عزت ووقعت نہ تھی، بیٹی کے روپ میں تو الامان والحفیظ! اُسے زندہ درگور کر دیا جاتا تھا، یہ احسان ہے، رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کہ آپ نے عورت کی عزت وحرمت کی حفاظت کی اور اس کو ذلت وپستی کی تاریکیوں سے نکال کر عظمت ورفعت کے منصب پر لا کھڑا کیا۔

کس نے دنیا کو یہ بتایا ہے
ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے
بنت حوا کو کس نے دی عزت
یہ مرے مصطفیٰ کی برکت ہے

ماں کا مقام ومنصب اپنے اندر عظمت ورفعت سے معمور ہے، اولاد کی تعلیم وتربیت کے لیے ماں کی گود کو اولین درس گاہِ حیات کا درجہ حاصل ہے، اس لیے ماں کو چاہیے کہ اپنی بیٹیوں کی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ دے کیوں کہ اگر بچی نیک، سلجھی ہوئی، اچھے اوصاف کی حامل اور سلیقہ شعار ہوگی تو سب ماں کی ہی تعریف کریں گے، کیوں کہ عموماً دیکھا یہ گیا ہے کہ اگر لڑکی سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو سب فوراً یہی کہتے ہیں کہ تمہاری ماں نے تمھیں یہی سکھایا ہے۔

لڑکی کو شروع سے ہی نماز کی پابندی کا درس دیا جائے کہ اگر بچپن ہی سے نماز کی پابندی سکھا دی جائے تو ان شآءاللہ بڑی ہو کر بھی وہ نماز کی پابندی کیا کرے گی، نیز اس کو جلدی اٹھنے کی عادت ڈلوائیں اور امورِ خانہ داری سے متعلق چیزیں اس کو ضرور سکھائیں، ان کے اندر صبر وضبط اور تحمل پیدا کیا جائے کہ اگر بیٹی کی زبان دراز ہوگی تو وہ اگلے گھر جا کر ایسے ہی تیز زبانی کا مظاہرہ کرے گی اور اس طرح ہمیشہ دُکھی اور پریشان رہے گی۔

اسی طرح مائیں بعض اوقات بیٹی کو یوں بھی خراب عادتوں میں مبتلا کر دیتے ہیں کہ اگر گھر میں بہو ہو تو بیٹی کو کام کرنے نہیں دیا جاتا اور پھر جب وہ اپنے سسرال جاتی ہے اور اسے اچانک کام کرنا پڑتا ہے تو وہ پریشان ہو اُٹھتی ہے، پھر اس طرح ماں کا غلط رویہ اور بے جا لاڈ پیار اس کے لیے سوہانِ روح بن جاتا ہے کام میں مہارت نہ ہونے کی وجہ سے اسے بے حد پریشانی اٹھانا پڑتی ہے، لڑکی کے اندر دوسروں کی خدمت کرنے کا جذبہ پیدا کیا جائے، لڑکی کو عشقیہ ناول، افسانے، فکشن اور کہانیوں سے دور رکھا جائے کہ ایسا مطالعہ اس کی ہلاکت کا باعث بنتا ہے، اسی طرح ٹی وی سیریلوں سے بچانا تو بے حد ضروری ہے کیوں کہ ان

نسوانیات

کے ذریعے بری عادتیں بہت جلد پروان چڑھتی ہیں۔

لڑکی جب بالغ ہوجائے تو اس کو پردے کی تلقین کی جائے تا نک جھانک سے بچایا جائے، میک اپ وغیرہ سے روکا جائے، اس کے اندر شرم وحیا کا مادہ پیدا کیا جائے، چھوٹے بہن بھائیوں سے حسن سلوک کی ترغیب دی جائے اور بڑوں کا ادب سکھایا جائے، بھابھی اور دیگر رشتے داروں سے حسن سلوک سکھایا جائے، بہت سی مائیں اپنی بیٹیوں کے ساتھ نندوں اور دیورانیوں وغیرہ کی برائی کرتی رہتی ہیں جس سے ان کے نازک ذہن میں ان رشتوں کے غلط اثرات مرتب ہوتے ہیں، وہ اپنی ماں کی نندوں اور دیورانی وغیرہ کو تو ظالم تصور کرتی ہی ہے اور جب وہ شادی ہو کر اپنے گھر جاتی ہے تو غیر محسوس طور پر اپنے اِن رشتوں سے نباہ اُس کی مشکل ہوجاتی ہے اور وہ اپنی دیورانی، جٹھانی اور نندوں وغیرہ سے ترش کلامی سے ہی پیش آتی ہے۔

بیٹی کو گھر صاف ستھرا رکھنے کا سلیقہ بھی سکھانا ضروری ہے کہ اگر اس کو یہ کام نہ سکھایا گیا تو بعد میں اس کے لیے مسائل کھڑے ہوسکتے ہیں شادی کے بعد اس کو صفائی ستھرائی اور گندگی وغلاظت کا احساس بھی نہیں ہوگا اور لوگ اس کی بدسلیقگی کو بھی ماں کی غلط تربیت سے ہی تعبیر کریں گے۔

جب لڑکی شادی کی عمر کو پہنچ جائے تو اس کے لیے دین دار لڑکا تلاش کیا جائے کہ حسن و دولت اور حسب ونسب سے بہتر دین داری ہے اور جب اس کی شادی ہوجائے تو اس کو تلقین کریں کہ وہ سسرال والوں کے ساتھ حُسن سلوک کرے، ساس سسر، نندوں دیوارنی، جٹھانی وغیرہ کے ساتھ ادب، محبت اور خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرے گی تو بدلے میں اس کو بھی پیار ملے گا کیوں کہ محبت کے بدلے محبت ملتی ہے اور نفرت کے بدلے نفرت، بالفرض اگر کوئی غلط بات ہو بھی جائے تو شوہر سے اس کی شکایت نہ کی جائے کیوں کہ چغلی لگانا ایک بری عادت ہے اور اس سے ایک بیٹے یا بھائی کے دل میں نفرت پیدا ہونے کا غالب اندیشہ ہے، جس کا انھیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، بیوی کی طرف داری کرنا یہ نفسیاتی امر ہے لیکن اس سے خاندان میں نفرتیں پیدا ہوتی ہیں اور بسا اوقات ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ شوہر الٹا بھڑک اٹھے اور اُسی کے خلاف ہوجائے۔

خصوصاً اپنی سسرال میں جو بھی معاملات ہوں، بات چیت ہو، تلخ کلامی ہو یا کسی بھی قسم کی کوئی بھی تکلیف ہو اُس کو اپنے ماں باپ اور گھر والوں کو ہرگز نہ بتائیں کہ اس طرح سے "اولاد کی محبت جوش" مارنے لگتی ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گھر بگڑنے لگتا ہے نتیجتاً دونوں خاندانوں کا امن وسکون غارت ہوجاتا ہے، مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ بیٹی کے حقوق کے بارے میں فرماتے ہیں:

(۱) اس کے پیدا ہونے پر ناخوشی نہ کرے بل کہ نعمتِ الٰہیہ جانے۔

(۲) اسے سینا، پرونا، کاٹنا، کھانا پکانا سکھائے۔

(۳) بیٹیوں سے زیادہ دل جوئی وخاطر داری رکھے کہ ان کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے۔

(۴) دینے میں انھیں اور بیٹوں کو کانٹے کی تول کے برابر رکھے۔

(۵) جو چیز دے پہلے انھیں دے کر بیٹوں کو دے۔

(۶) نو برس کی عمر سے نہ اپنے پاس سلائے، نہ بھائی وغیرہ کے ساتھ سونے دے اس عمر سے خاص نگہداشت شروع کرے۔

(۷) شادی برات میں جہاں گانا، ناچ ہو، ہرگز نہ جانے دے اگرچہ خاص اپنے بھائی کے یہاں ہو کہ گانا سخت سنگین جادو ہے اور ان نازک شیشوں کو تھوڑی ٹھیس بہت ہے بل کہ ہنگاموں میں جانے کی مطلق بندش کرے، گھر کو ان پر زنداں کردے، بالا خانوں پر نہ رہنے دے، گھر میں لباس وزیور سے آراستہ کرے کہ پیام رغبت کے ساتھ آئیں۔

(۸) جب کفو ملے نکاح میں دیر نہ کرے۔

(۹) خبردار خبردار! کسی فاسق وفاجر خصوصاً بدمذہب کے نکاح میں نہ دے۔

اسی طرح مائیں اپنی بچی کے اندر خوفِ خدا کا جذبہ پیدا کریں کہ ان شاء اللہ آنے والی نسلیں بہترین بقیہ ص ۲۷ پر

تیسویں قسط

(از: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان)

ملفوظات تاج الشریعہ

صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کے ارشادات وفرمودات کو ''ملفوظات'' کے نام سے جانا جاتا ہے، ہر دور میں صالحین اور اولیائے کاملین کے ارشادات وفرمودات قلم بند کرنے یا انھیں محفوظ کرنے کی روایت رہی ہے تاکہ آنے والی نسلیں ان سے رشد و ہدایت کی روشنی حاصل کرسکیں، صوفیائے کرام کے ارشادات وفرمودات اگرچہ سادہ ہوتے ہیں مگر وہ ایسے مؤثر اور معنی خیز ہوتے ہیں کہ ان کا ایک ایک جملہ دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جاتا ہے، ان کا ایک ہی جملہ کسی بھی قوم کی تقدیر بدل ڈالنے کی صلاحیت رکھا ہے، کسی شاعر نے ان کی اسی صفت کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔ ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حضور تاج الشریعہ نے سوال وجواب کا یہ سلسلہ جنوری ۲۰۰۵ء میں شروع کیا جو مسلسل ۲۰۱۶ء تک جاری رہا، یعنی پورے ۱۲/ سالوں تک یہ زرّیں سلسلہ جاری وساری رہا، اس دوران آپ نے کم وبیش ۷۰۰۰/ ہزار سوالوں کے جوابات ارشاد فرمائے جو یقیناً ہماری آنے والی نسلوں کے لئے ایک عظیم سرمایہ ہیں، ''ملفوظات تاج الشریعہ'' صرف مئی ۲۰۱۰ء سے اکتوبر ۲۰۱۰ء تک کے سوالات وجوابات پر مشتمل ہے، یعنی حضور تاج الشریعہ کی زبان حق ترجمان سے نکلے ہوئے گیارہ سالوں کے جواہر پارے ریکارڈنگ کی شکل میں ابھی باقی اور محفوظ ہیں، ان شاء اللہ الرحمٰن وہ بھی کتابی صورت میں قارئین کرام کے مطالعہ کی میز پر ہوں گے، راقم الحروف ارباب علم ودانش سے التماس کرتا ہے کہ ''ملفوظات تاج الشریعہ'' میں اگر کوئی شرعی خامی یا غلطی نظر آئے تو اسے ناقل ومرتب کی غلطی تصور کرتے ہوئے ادارے کو مطلع فرمائیں تاکہ اس کی اصلاح کی جاسکے، راقم اس کی تیسویں قسط قارئین سنی دنیا کی نذر کررہا ہے۔

احقر محمد عبدالرحیم نشترؔ فاروقی

گزشتہ سے پیوستہ

عرض...۴۳: ایک مسئلہ کسی نے بیان کیا کہ خواتین وضو کے بعد نیل پالش لگا سکتی ہیں لیکن اگر وضو سے پہلے نیل پالش لگائی ہوگی تو اسے صاف کرنا ہوگا جب کہ نیل پالش میں الگوحل ملا ہوتا ہے؟

ارشاد...: اگر یہ ثابت ہے تو نیل پالش کا لگانا مطلقاً جائز نہیں ہے نہ وضو کے بعد نہ وضو سے پہلے۔

عرض...۴۴: کیا خون ٹیسٹ ضروری ہو تو روزے کی حالت میں خون ٹیسٹنگ کے لئے 4ml–2 خون دیا جاسکتا ہے؟

ارشاد...: اگر اس سے احتراز کی صورت نہیں تو کرے ورنہ اس سے بچے۔

عرض...۴۵: جو شخص سجدہ مسنون طریقے پر ادا نہ کرسکتا ہو اُس پر قیام فرض ہے یا نہیں؟

ارشاد...: قیام اس پر فرض ہے، فرضیت قیام پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

عرض...۴۶: جو شخص زمین پر بیٹھنے کے بعد باآسانی کھڑا نہیں ہوسکتا کیا وہ نماز میں کرسی کا استعمال کرسکتا ہے؟

ارشاد...: کرسی کے استعمال کی اجازت نہیں ہے اور اس کا جواب بہت پہلے بھی میں دے چکا ہوں اور یہ سخت محل نظر ہے اور اکثر حالات میں کرسی پر جو نماز پڑھی جائے گی وہ نماز فاسد ہوگی ادا نہیں ہوگی اور مسجد میں کرسیوں کا ڈالنا جماعت کی جگہ کو گھیرنا ہے

اوراس سے قطع صف بھی لازم آتا ہے یہ جائز نہیں ہے۔

عرض...۴۷: کیافرض کی ہر رکعت میں قیام فرض ہے؟

ارشاد...: قیام تو فرض ہے اور اس سلسلے میں تفصیل مجھے اس وقت مستحضر نہیں ہے۔

عرض...۴۸: میں جب بھی کسی کو وجد (حال) میں دیکھتا ہوں تو مجھے بہت ڈر لگتا ہے برائے کرم کوئی وظیفہ یا عمل عنایت فرمائیں جس سے ڈر ختم ہو؟

ارشاد...: حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور آیت الکرسی پڑھیں۔

۲۹؍اگست ۲۰۱۰ء، بریلی شریف، ہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض...۱: کیا عورت بغیر محرم کے عمرہ ادا کرسکتی ہے یعنی تنہا جب کہ اس کا خاوند حرم شریف میں اپنے دوسالہ بچے کو لئے بیٹھا ہو؟ (انگریزی سوال)

ارشاد...: اس صورت میں اگر وہ تنہا عمرہ ادا کرتی ہے تو وہ کرسکتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ عمرہ کی ادائیگی کے دوران محرم کا ساتھ ہو جو اسکی عمرے میں مدد کرے اور اگر محرم دستیاب نہیں ہے تو وہ دوسری عورتوں سے عمرہ ادا کرنے میں مدد لے اور اپنے آپ کو عورتوں کے درمیان رکھے۔

عرض... ۲: میرے تین مکان ہیں ایک مکان میں، میں رہتا ہوں جب کہ دو مکان میں نے اپنے بچوں کے مستقبل کے لئے لے رکھے ہیں اور ان کو بیچنے کا کوئی ارادہ نہیں تو کیا مجھے ان دو مکانوں پر زکاۃ دینا ہوگی یا نہیں؟ (انگریزی سوال)

ارشاد...: اس صورت میں آپ کو زکاۃ نہیں دینی ہوگی۔

عرض... ۳: کیا عورت جب اپنے گھر میں اعتکاف میں بیٹھتی ہے تو کیا اس کے گھر کے محرم افراد اس کمرے میں اس کے ساتھ افطار کرسکتے ہیں؟

ارشاد...: کرسکتے ہیں۔

عرض... ۴: کیا عورت اعتکاف میں دن کے ایک مخصوص وقت میں اسی کمرے میں بیان (جیسے اسلامی کتاب سے تعلیم وغیرہ) دے سکتی ہے؟

ارشاد...: عورتوں کو بیان دینے کا حکم نہیں ہے البتہ جو مسئلہ اس کو اچھی طرح سے یاد ہو فقہ اور احکام کی معتمد اور مستند کتابوں سے مثلاً بہارِ شریعت، احکام شریعت، عرفانِ شریعت، فتاویٰ رضویہ، فتاویٰ افریقہ اس سے خوب پہلے مسئلے کو سمجھ کر اور ہو بہو اس کو بیان کرے عورتوں میں تو اس میں حرج نہیں ہے۔

عرض... ۵: میرے پاس ایک کار ہے کیا مجھے اس کی زکاۃ دینا ہوگی؟ (انگریزی سوال)

ارشاد...: جو کار آپ کے استعمال میں ہے آپ پر اس کی زکاۃ نہیں ہے۔

عرض...۶: کیا کسی کو قرآن اٹھا کر یہ کہنے کی اجازت ہوسکتی ہے کہ میں نے کبھی گناہ نہیں کیا اس کوشش میں کہ اپنے گناہ چھپائے کیوں کہ گناہوں کا چھپانا واجب ہے۔ (انگریزی سوال)

ارشاد...: جب گناہ کا اظہار نہیں کیا تو وہ پوشیدہ ہے۔ اسے حکم دیا گیا ہے کہ گناہ چھپائے۔ تو اس کی ضرورت نہیں کہ گناہ کو چھپانے کے لئے قرآن اُٹھائے اور حلف لے یہ کہتے ہوئے کہ اس نے کبھی گناہ نہیں کیا، اس کی اجازت نہیں، اسے جھوٹ سمجھا جائے گا۔

عرض...۷: اسلام ڈیموکریسی کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ حوالہ بھی دیجئے۔

ارشاد...: ڈیموکریسی یہ ایک اصطلاح ہے پہلے اس اصطلاح کی تشریح کی جائے پھر اس کے بعد اس کا حکم پوچھا جائے۔

عرض...۸: زید وسوسوں کی وجہ سے اپنے آپ کو حالت احتلام میں لایا تو کیا اس کا روزہ باقی رہا؟

ارشاد...: وسوسے کی وجہ سے؟ سوال کچھ سمجھ میں نہیں آیا، احتلام کی صورت میں روزہ واجب (فاسد) نہیں ہوتا اور یونہی اگر تفکر کی وجہ سے مادہ خارج ہوجائے اس صورت میں بھی روزہ نہیں جاتا اور دوسری صورتیں مادہ منویہ کے اخراج کی وہ مفسد روزہ ہیں۔

عرض... ۹: جو سلام موبائل یا ای میل کے ذریعے اپنے مسلمان بھائی کو ہم بھیجتے ہیں کیا اس کا جواب دینا واجب ہے؟

ملفوظات

ارشاد...: علما نے یہ لکھا ہے کہ خط اور نامے اور کتاب میں جو سلام لکھا جائے وہ ایسا ہی ہے جیسے کہ زبان سے کوئی سلام کرے اور قلم کے بارے میں یہ ہے کہ:

''**القلم احد اللسانین۔**'' (درمختار، فصل فی البیع، ۶/ ۴۱۰)

آدمی کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے دو زبانیں دی ہیں، ایک اس کے منہ میں ہے اور ایک زبان اس کے ہاتھ میں ہے جو قلم ہے، تو دو زبانوں میں سے ایک زبان قلم بھی ہے اور قرآن کریم کا حکم مطلق ہے:

''**وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا -**'' (سورۃ النساء، جز آیت ۸۶) اگر تمہیں سلام کیا جائے تو اس سے اچھا تحیہ اور اس سے اچھا سلام جواب میں کہو یا اسی کو پھیر دو۔''

تو سلام کا جواب دینا فرض ہے قرآن نے اس کو مطلق رکھا زبان سے ہو یا قلم کے ذریعے ہو السلام علیکم اس طور سے کہا گیا اور ادا کیا گیا جس کو پہنچا اور جس نے سُنا اس پر اس کا جواب دینا فرض ہے۔

عرض...۱۰: کسی مفتی صاحب نے بتایا کہ جسم میں نئے خون کی جگہ بنانے کے لئے پرانا خون نکلوانا چاہئے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر تھوڑے عرصے بعد اپنا خون نکلوایا کرتے تھے کیا یہ ٹھیک ہے؟ اگر ہاں تو اس خون مبارک کا کیا استعمال ہوتا تھا؟

ارشاد...: بعض روایات میں یہ آیا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کا خون اقدس بعض صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے نوش کر لیا اور پی لیا حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے دُعا فرمائی تو ان کی بہادری اور شجاعت بہت زیادہ بڑھ گئی اور کوئی ان کے مقابلے میں ان کے سامنے ٹک نہیں پاتا تھا، سرِ دست مجھے غالباً یہ حضرت زبیر ابن عوام رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ روایت یاد ہے جو شفا وغیرہ میں ہے اور یہ حضور اقدس صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کے جسم کے فضلات طیبہ کی خصوصیت ہے کہ ان کے جسم سے جو فضلہ جدا ہو وہ بھی طیب وطاہر ہے اور اس کا تناول جائز ہے اس حدیث سے یہ پتہ لگتا ہے۔

عرض...۱۱: پاکستان میں سیلاب کی آفت آئی، اگر کوئی آرگنائزیشن (سُنّی یا غیر سُنّی) ان کی مدد کے لئے پیسے جمع کر رہی ہو اور کہے کہ پیسے ان کے علاوہ کسی اور جگہ خرچ نہیں کئے جائیں گے اور ہم اس میں پیسے دیں تو کیا اس سے زکاۃ ادا ہو جائے گی؟

ارشاد...: زکاۃ ادا ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مزکّیٰ جو زکاۃ ادا کر رہا ہے وہ خود تملیک کی نیت سے فقیر مسلم کو دے یا جس کو وہ دے رہا ہے اس کو وکیل بنا دے اور وہ اس کی اجازت سے اس کی نیابت میں فقیر مسلم کو وہ رقم دے دے اب صورت مسئولہ میں غیر سُنّی حضرات کو وکیل بنانا درست نہیں اور اس صورت میں یہ زکاۃ ایک معمولی معاملہ نہیں ہے بلکہ عبادت مالیہ ہے، سُنّی نے اگر مثال کے لئے وہابی، دیوبندی یا رافضی یا قادیانی کو اپنی زکاۃ دینے کا وکیل بنایا کہ یہ رقم زکاۃ کی ہے میری طرف سے میں تم کو وکیل بناتا ہوں فلاں لوگوں کو یہ زکاۃ دے دو اس صورت میں اس کی تملیک درست نہیں ہوگی اور اس صورت میں زکاۃ ادا نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ مرتد، بدمذہب اہل عبادت نہیں ہیں اور یہ عبادت مالیہ ہے اس میں اس کی طرف سے اس کو نائب بنانا اور اس کا نائب ہونا صحیح نہیں لہٰذا لوگ اس بات، زکاۃ کے دینے میں یہ احتیاط کریں کہ زکاۃ خود دے دیں یا کسی سُنّی صحیح العقیدہ ادارے کو یا شخص کو وکیل بنا دیں کہ وہ ان کی طرف سے زکاۃ ادا کر دیں تا کہ ان کی زکاۃ صحیح طور پر ادا ہو جائے۔

عرض...۱۲: میری بیوی کو ایک مہینے سے زیادہ ہو گیا ان کے پیریڈ ٹھیک نہیں ہوئے اب اس مہینے کیا وہ بیمار کے حکم میں ہے یا پیریڈ کے حکم میں؟ اور ان کے لئے دُعا فرما دیں کہ ان کی یہ بیماری ختم ہو جائے۔

ارشاد...: اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی ہر بیماری کو ختم کر دے اور ان کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آپ کی اہلیہ کی عادت کیا ہے؟ اس عادت کے اعتبار سے حکم دیا جائے گا مثلاً ان کی عادت چھ دن یا سات دن کی ہے یا زیادہ سے زیادہ دس بقیہ ص ۳۸ر پر

منظومات

لو پناہ اس کی راحت رساں ہے نماز

(از: مولانا سید اولاد رسول قدسی، نیویارک امریکہ

تحفۂ خالق دوجہاں ہے نماز
سرور دیں کی تسکین جاں ہے نماز
کرنا ہر حال میں اس کی پابندیاں
دین کا امتیازی نشاں ہے نماز
اس میں پنہاں ہے رب علی کی رضا
مومنوں کی یہ روح رواں ہے نماز
ہے حدیث نبی دیں کی بنیاد ہے
اور ایمان کی عز و شاں ہے نماز
دیکھو کر کے ادا اس کو اخلاص سے
کس قدر روز و شب مہرباں ہے نماز
اس میں شامل اگر ہو خشوع و خضوع
پھر تو قرب خدا کا سماں ہے نماز
اس میں ہے درد و غم کا مداوا نہاں
دائمی وجہ امن و اماں ہے نماز
تنگ گر گردش دہر کرنے لگے
لو پناہ اس کی راحت رساں ہے نماز
تنگ دستی پہ طاری ہے خوف و ہراس
باعث برکت قلب و جاں ہے نماز
حشر میں اس پہ ہونا ہے پہلا سوال
یوں فرائض میں بین نشاں ہے نماز
روکتی ہے بُرائی سے بندوں کو یہ
رہبر و رہنما بے گماں ہے نماز
یہ شفاعت کرے گی قیامت کے دن
کیسے کہتے ہو پھر بے زباں ہے نماز
ہے قیام اس کا دین مبیں کا قیام
کلمہ طیبہ کی اذاں ہے نماز
کرتی ہے پاک آلائشوں سے عجب
یوں ثوابوں کا بحر رواں ہے نماز

بقیہ ص ۳۸ پر

دین حق کی امانت ہیں میرے رضا

(از: مولانا سید اولاد رسول قدسی، نیویارک امریکہ

رب عالم کی نعمت ہیں میرے رضا
سرور دیں کی رحمت ہیں میرے رضا
با کمال ایسے قرباں ہے ان پر کمال
نازش قدر و قیمت ہیں میرے رضا
عرض رب سے کریں گے یوں آل رسول
زندگی بھر کی دولت ہیں میرے رضا
ان سے قائم ہے بزم فقاہت کا نور
شرع کی زیب و زینت ہیں میرے رضا
ان کے مسلک کی کرتے رہو پیروی
دین حق کی امانت ہیں میرے رضا
ان سے لو عشق شاہ زمن کا سبق
قرب رب کی ضمانت ہیں میرے رضا
خود کو منسوب رکھو بریلی سے تم
چرخ رشد و ہدایت ہیں میرے رضا
سامنے ان کے خم اہل علم و ہنر
صاحب فضل و عظمت ہیں میرے رضا
قسمت فکر و فن میں چمک آ گئی
جان اشعار مدحت ہیں میرے رضا
قول سرکار الحبُّ فی اللّٰہ کی
جلوہ گاہ صراحت ہیں میرے رضا
غیر ممکن ہے ان کو بھلا دے کوئی
ایسی روشن حقیقت ہیں میرے رضا
علی پرواز پر ان کی حیراں ہے عقل
آسمان ذہانت ہیں میرے رضا
ڈھونڈتے رہیے دنیا میں ان کی مثال
ربِّ اکرم کی آیت ہیں میرے رضا
ہے یہ دعویٰ ہمارا کہ ہم حق پہ ہیں
اس کی بین شہادت ہیں میرے رضا

کارواں حق کا یونہی رہے گا رواں
قائد دین وملت ہیں میرے رضا
زیست کا لمحہ لمحہ رہا نور بار
روح اقدار سنت ہیں میرے رضا
ان کے دامن سے لپٹے رہو تا حیات
دین وایماں کی ثروت ہیں میرے رضا
ہوگئی ان سے حقانیت سربلند
قاطع شرک و بدعت ہیں میرے رضا
سرور دو جہاں کے ہیں وہ معجزہ
اور سراپا کرامت ہیں میرے رضا
ناز کرتا رہا ان پہ زہد و ورع
حامل حسن سیرت ہیں میرے رضا
عشق سرکار گر ہے مجسم تو پھر
وہ حسیں ذات وصورت ہیں میرے رضا
ان کی یادوں سے لپٹی ہے تسکین قلب
درد میں وجہ راحت ہیں میرے رضا
ان کی ہر سوچ تھی وقف دیں کے لیے
باغ عقبیٰ کی نکہت ہیں میرے رضا
ان کے گرویدہ ہیں اہل ایمان سب
مرکز خلق والفت ہیں میرے رضا
آہ بھرتا رہے گا عدو کا مشن
قدسیؔ غیبی حمایت ہیں میرے رضا

اہلِ سنت کی فتح مبین، ندوی مولوی کی شکست فاش

سنیت کی فتح کا روشن نظارا ہوگیا
بول بالا اہلِ باطل پر ہمارا ہوگیا

مورخہ ۲۴ محرم الحرام ۱۴۴۳ھ مطابق ۳ ستمبر ۲۰۲۱ء جمعہ مبارکہ کو موضع سدھونا ردولی شریف کی مسجد میں اذانِ ثانی کو لے کر کچھ دیوبندی مولوی اور علمائے اہلِ سنت اکٹھا ہوئے، دیوبندیوں کی قیادت مولوی شبیر ندوی کر رہے تھے جب کہ علمائے اہلِ سنت کی قیادت تاج الشعراء حضرت علامہ مولانا سلمان رضا فریدی صاحب خطیب وامام نوری مسجد مسقط عمان فرما رہے تھے جب کہ ساتھ میں حضرت مولانا مفتی احتشام الحق رضوی مصباحی، حضرت مولانا ارشد رضا مصباحی، مولانا محمد احمد صاحب برکاتی، مولانا محمد ہشام الدین حنیفی قادری، حافظ غلام یٰسین اور دیگر دار العلوم مخدومیہ ردولی شریف کے علما وحفاظِ کرام شریکِ سعادت رہے اور ٹکوامئو سے مولانا محمد ذاکر صاحب، مولانا شمیم صاحب، مولانا اویس مرکزی اور مولانا پرویز عالم وغیرہم نے شرکت کی۔

ندوی مولوی شبیر نے بڑے جوش وخروش میں "بین یدی" کا لفظ پیش کر کے یہ بیان کرنے کی کوشش کی کہ جمعہ کی اذانِ ثانی امام کے سامنے مسجد کے اندر ہونی چاہیے جس کے جواب میں حضرت مولانا سلمان فریدی صاحب نے ابوداؤد شریف کی مرویہ روایت "علی باب المسجد" کو پیش کیا اور مسجد کے باہر اذان ہونے پر مزید حوالے جات پیش کیے جسے سننے کے بعد ندوی مولوی نے غلط تشریح و تاویل پیش کرنے کی اور ترجمہ میں بھی ڈنڈی مارنے کی کوشش کی اس کے جواب میں مولانا سلمان فریدی صاحب نے پوچھا کہ کس مدرسہ کے فارغ التحصیل ہو بولا کہ میں ندوۃ العلماء لکھنؤ سے فارغ ہوں مولانا سلمان فریدی صاحب نے کہا کہ میں نے سنا تھا کہ وہاں بڑی اچھی عربی سکھائی اور پڑھائی جاتی ہے لیکن تمہیں ابھی "علی باب المسجد" کا ترجمہ ہی نہیں معلوم ہے بالآخر وہ مبہوت ہوا بد مذہب کی شکست فاش ہوئی اہلِ حق کا بول بالا ہوا سچ فرما گیا "الحق یعلی ولا یعلیٰ" مسجد کے مصلّیان نے مسجد کے امام حافظ وقاری مقصود احمد سے کہا کہ آج ہم لوگوں کے اوپر حق واضح ہو گیا ہے، اب ان شاء اللہ ہمیشہ خارجِ مسجد اذان ہوتی رہے گی واضح رہے کہ مناظر اسلام، حضرت علامہ عبد المصطفیٰ صدیقی رضوی حشمتی مدظلہ العالی (ردولی شریف) نے اپنی علالت کی وجہ سے قیادت کا یہ ذمہ فریدی مصباحی کو سونپا تھا، حضرت کی دعائیں لے کر یہ قافلہ روانہ ہوا، اللہ تعالیٰ نے بزرگوں کے صدقے کامیابی عطا فرمائی۔

رپورٹ: محمد عاصم قادری موضع کوپے پور، اتر پردیش

माहनामा सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصّہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصّہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصّہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصّہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصّہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصّہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصّہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصّہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोट:-

1 तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।

2 वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इबाअत मुक़द्दम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।

3 पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2020-2022

OCTOBER-2021
PAGES 60 WITH COVER

PER COPY : ₹ 25.00
PER YEAR : 300.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan

